ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۱۰ر جنوری ۱۹۹۷ء شمارہ ۲

۳۰ر شعبان ۱۴۱۷ ہجری - ۱۰ر صلح ۱۳۷۶ ہجری شمسی

اسلامی اصول کی فلاسفی کا مضمون

کسی ایک صدی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس نئے دور سے تعلق رکھتا ہے جو مسیح موعودؑ کا دور ہے اور یہ اس زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا مضمون ہے جو آخرین کا زمانہ ہے

انشاء اللہ احمدیت کی فتح میں یہ کتاب نمایاں کردار ادا کرے گی

محض کتاب دینے سے مقصد پورا نہیں ہوتا جب تک اس کی پیروی نہ کریں اور یہ معلوم نہ کریں کہ اس کا کیا اثر پڑا ہے اور جو اثر پڑا ہے اسے سنبھال کر ان کی آئندہ ترقیات کے لئے کوشش نہ کریں

قادیان دارالامان کے ۱۰۵ویں جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

لندن (۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء): آج جلسہ سالانہ قادیان دارالامان کی مناسبت سے مسجد فضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے کے ذریعہ قادیان میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے شرکاء سے براہ راست خطاب فرمایا اور یوں ہندوستان میں منعقد ہونے والا یہ جلسہ سالانہ قادیان دارالامان، ایک دفعہ پھر عالمی جلسہ بن گیا جس میں دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے اور حضور ایدہ اللہ کے افتتاحی خطاب سے مستفیض ہوئے۔ محمود ہال کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا اور ہال حاضرین سے پر تھا۔ اس کے علاوہ مسجد اور اس سے ملحق نصرت ہال میں احباب و خواتین کلوز سرکٹ ٹی وی کے ذریعہ اس جلسہ کی کارروائی میں شامل ہوئے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

نیکیوں کو نور بنانے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی میں اللہ کی محبت اثر انداز ہو۔ وقف جدید میں مالی قربانی کے لحاظ سے امریکہ دنیا میں اول نمبر پر رہا

مشرقی یورپ کے ممالک میں جماعتی مراکز کے قیام، مساجد کی تعمیر اور دیگر اہم تبلیغی و تربیتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پندرہ لاکھ ڈالر کے چندہ کی خصوصی تحریک۔ یہ رقم دو سال میں وصول ہو جانی چاہئے۔

وقف جدید کے ۴۰ویں سال کا اعلان۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء)

لندن (۲۷ دسمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا جس میں حضور نے وقف جدید کے سال نو کا اعلان فرمایا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پروگرام "ملاقات" میں ہر جمعہ کے روز اردو بولنے والے احباب اور اتوار کے روز انگریزی بولنے والے احباب کے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو جس کا جواب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے سوالات بذریعہ خط یا فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھجوائیں۔ انشاء اللہ آپ کے سوالات اولین فرصت میں حضور انور کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

☆☆☆

ہفتہ، ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۶ء:

حسب معمول آج بچوں اور بچیوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات پروگرام میں شمولیت کی۔ سب سے پہلے حضور انور نے ایک مہمان انگریز بچی کا تعارف کروایا۔ پھر حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا اور نظم پڑھی جو قادیان دارالامان کے بارہ میں تھی۔ حضور نے قادیان کے بارہ میں بہت سی معلومات سے بچوں کو آگاہ فرمایا۔ ایک بچی نے اسلامی اصول کی فلاسفی پر تقریر کی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ساتھ ساتھ کچھ ہدایات فرمائیں۔ پھر چند بچوں نے سوالات کئے جن کے جوابات حضور انور نے عنایت فرمائے۔

☆ نفس امارہ اور نفس لوامہ کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالنے کے لئے سوال کیا!

☆ اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارہ میں چند باتیں۔

☆ ایک اور بچی نے بھی اسی کتاب کے بارہ میں چند باتیں پوچھیں۔

اتوار، ۲۲ر دسمبر ۱۹۹۶ء:

آج کے دن حضور انور نے انگریزی بولنے والے احباب کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ سوال یہ تھے:

☆ عیسائی صاحبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا مہدی کی دوبارہ آمد کے منکر ہیں۔ اس کا ہم کیا جواب دیں؟

☆ جب مصیبت زدہ لوگوں کو مصیبت سے نجات مل جاتی ہے تو پھر وہ دوسروں کو مصیبت میں ڈالنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان پر قابو پانا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام میں ایسا کرنا جائز ہے؟

☆ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی دیتا اور مارتا ہے مگر بہت سے بوڑھے لوگ جو بڑی سخت تکلیف میں ہوتے ہیں ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کب تک ان کو سخت تکلیف میں زندہ رکھا جائے۔ ہم کس حد تک اور کس حالت میں ایسے لوگوں کی زندگی ختم کرنے کے مجاز ہیں؟

☆ جب ہم دوسرے مذاہب کو تبلیغ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کی پرستش کرتے ہیں اور سب سے اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، پھر ہمیں اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام احمدیت میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

☆ ٹی وی اور اخبارات کا رویہ اسلام کے خلاف ہے۔ ہم ان کے رویہ کو کس طرح تبدیل کر سکتے ہیں؟

☆ خانہ کعبہ میں حجر اسود کہاں سے آیا اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

☆ پرنس آف ویلز نے کچھ ایسی باتیں کی ہیں جو اس کو نہیں کہنی چاہئے تھیں۔ آپ کے خیال میں کیا لوگ کوئی توجہ دیں گے؟

☆ کیا آپ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اگر ہم اچھی حکومت قائم کریں تو لوگ خود بخود اچھے ہو جائیں گے؟

☆ آپ افریقہ کا دورہ کب کریں گے؟

☆ نئے سیکرٹری جنرل کے تقرر کے بعد آپ افریقن ممالک کو کیا نصیحت فرمائیں گے؟

☆ صوفی مذہب کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سوموار و منگل، ۲۳ر و ۲۴ر دسمبر ۱۹۹۶ء:

ان دنوں میں حضور انور نے ترجمۃ القرآن کلاسز لیں۔ یہ کلاسز نمبر ۱۶۹ اور ۱۷۰ تھیں۔ پہلے دن سورۃ الانبیاء کی آیات نمبر ۴۸ تا ۷۲ اور دوسرے دن آیات نمبر ۷۳ تا ۸۸ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد ضروری نکات کی تفسیر بیان فرمائی۔

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

تو ہے غفّار یہی کہتا ہے قرآں تیرا

انسان فطرتاً بہت ہی کمزور اور خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ "نفس امارہ اس کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ وریشہ اور ذرہ ذرہ میں داخل ہے"۔ کوئی انسان اللہ کے فضل اور رحم کے بغیر شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ "ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی"۔ ایک اٹل حقیقت ہے اور "نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بڑا بھاری مجاہدہ ہے" بعض گناہ ظاہر ہوتے ہیں اور بعض مخفی اور چونکہ اللہ تعالیٰ "یعفو عن کثیر" بہت معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اس لئے اکثر انسان کو اپنے مخفی گناہوں کا علم نہیں ہوتا حالانکہ ہو سکتا ہے کہ کئی مخفی گناہ ظاہر کے گناہوں سے زیادہ بدتر اور خطرناک ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی بیماریاں ہیں کہ بسااوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامنگیر ہے۔ ... ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں"۔ گناہ کیا ہے؟ گناہ دراصل اس حد اعتدال سے باہر جانے کا نام ہے جس حد اعتدال پر خدا تعالیٰ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمودہ حد اعتدال سے باہر جانے کا نام ہی ظلم ہے۔ "جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بداخلاقی میں بدل جاتے ہیں"۔ وہ لوگ جو بہت باریک بینی سے اپنے اعمال و افعال کا تجزیہ نہیں کرتے رفتہ رفتہ وہ اس حد سے بہت دور نکل جاتے ہیں اور وہ گناہ جو ابتداء میں چھوٹے ہوتے ہیں انسان کو بتدریج بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کی طرف لے جاتے ہیں اور "طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے رچ جاتے ہیں کہ ان سے نجات مشکل ہو جاتی ہے"۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔۔۔ "اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے"۔ پس "دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہوتی ہے"۔ اور "گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگنی چاہئیں"۔

قرآن مجید میں آغاز میں ہی حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ ان سے ایک بھول ہوئی اور وہ گناہ کے مرتکب ہوئے۔ تب آپ کو نہایت شرمندگی ہوئی اور آپ نے اپنی کمزوریوں کی تلافی کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دعائیہ کلمات سکھائے۔ جب آپ نے ان کے مطابق دعا کی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی توبہ کو قبول کیا اور رحمت کا سلوک فرمایا۔ وہ کون سے مبارک کلمات تھے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے کہ جن کی تکرار سے خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ قرآن کریم نے وہ دعائیہ کلمات ہمارے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ساتھی نے یہ دعا کی کہ "ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین" (الاعراف: ۲۴)۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہونگے۔

یہ دعا جو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے خدا کی مغفرت اور رحمت کو کھینچ لانے کا موجب ہوئی تھی آج بھی خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے اگر اس دعا کو اس کے معانی و مفاہیم پر گہری نظر رکھتے ہوئے کامل عجز اور انکسار کے ساتھ اور پورے درد کے ساتھ کیا جائے۔ اپنے ظلموں کا اقرار اور خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت پر کامل یقین حقیقی توبہ کا پہلا قدم ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جب غیر ارادی طور پر ایک شخص مارا گیا تو آپ نے بھی اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے بخشش طلب کی اور یوں عرض کی "رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی" اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فغفرلہ، انہ ھوالغفور الرحیم" (القصص: ۱۷)۔ سو اس نے اسے بخش دیا اور وہ بہت بخشنے والا بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اسی طرح جب حضرت یونس علیہ السلام سے ایک خطا ہوئی اور اس کی پاداش میں آپ مچھلی کے پیٹ میں ڈالے گئے تو آپ نے یوں دعا کی "لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظلمین" (الانبیاء: ۸۸)۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔ آپ نے یہ دعا اس زاری سے کی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "فاستجبنا لہ و نجیناہ من الغم" ہم نے اس کی پکار کو قبول کیا اور اسے غم سے نجات دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں بطور خاص نماز میں کیا کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو "اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الاانت، فاغفرلی مغفرة من عندک، وارحمنی، انک انت الغفور الرحیم"۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ کو نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی مغفرت سے مجھے ڈھانپ لے اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔۔۔ "دیکھو! خدا تعالیٰ جیسا غفور اور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھو کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو میں ایک اور امت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم۔ یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ "ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین" (البقرہ: ۲۲۳)۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا تعالیٰ کی طرف نہ جھکتا تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا؟۔ اگر کوئی انسان

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

ایسا اعجاز قدرت کا ظاہر ہوا کہ مقابل پر چھوٹے بڑے رہ گئے
ایک مضمون تھا جو کہ بالا رہا، دوسرے سب دھرے کے دھرے رہ گئے
جس کا ہر لفظ ہر حرف معجز بیاں نور بن کر دلوں پر اترتا رہا
علم و عرفاں کی بارش ہوئی اس قدر، لوگ حیرت سے تکتے کھڑے رہ گئے
دور ایسا چلا بےخودی چھا گئی، کیف و مستی میں جذب و سرور آ گیا
لوگ ساقی کی نظروں سے پیتے رہے، جو پیالے بھرے تھے بھرے رہ گئے
نارساؤں کو دہلیز شہ تک رسائی، ہوئی اور وہ پارسا ہو گئے
جن کی قسمت میں لکھی ہیں محرومیاں، وہ جہالت کی ضد پر اڑے رہ گئے
وہ جو آئے تھے زخم جگر دیکھنے، زخم اپنے ہی ان کے ہرے ہو گئے
سب غلامانِ عیسیٰ شفا پا گئے، سب مریضانِ باطل پڑے رہ گئے
جلسہ گاہ مذاہب پہ بارِ دگر، طور جیسی تجلی ہوئی جلوہ گر
کور باطن مگر کور باطن رہے، ان کی آنکھوں پر پردے پڑے رہ گئے

(ڈاکٹر فضل الرحمان۔ یوگنڈا)

بقیہ: مختصرات

بدھ و جمعرات، ۲۵ر و ۲۶ر دسمبر ۱۹۹۶ء.

حضور ایدہ اللہ نے حسب معمول ان ایام میں ہومیو پیتھی کی کلاسز لیں۔

جمعۃ المبارک ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۶ء.

آج کے دن حسب معمول اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرمائے:۔

☆ اگر انسان بار بار توبہ کے باوجود پھر غلطی کرتا ہے تو اسلام اس بارہ میں کیا فرماتا ہے؟
☆ ذہنی اور جسمانی حالتوں کے بارہ میں قرآنی تعلیم؟
☆ ہر احمدی کا ایمان ہے کہ خلیفہ وقت جو فیصلہ فرماتے ہیں وہ صحیح ہوتا ہے۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!
☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کتاب کا یہ نام کیوں رکھا؟
☆ مغربی ممالک میں جمعہ کے دن سکول کھلے ہوتے ہیں۔ اس لئے بچوں کو جمعہ کی نماز پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس کا کیا حل ہے؟
☆ کیا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت سلمان فارسی کی نسل سے ہیں؟
☆ ایک عورت کا سوال کہ نماز جنازہ ہم ہاتھ باندھ کر ہی پڑھتے ہیں دوسرے مسلمان فرقے ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے ہیں۔ اس بارہ میں اسلام کا کیا حکم ہے؟
☆ ایک نواحمدی کی طرف سے سوال کہ ایک کاروباری انسان دو بچوں کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ ان دو بچوں میں سے چھوٹے بچے نے یہ کہہ کر کہ "بڑا بھائی نہ مکمل مرد ہے نہ عورت" اس لئے اسے ورثہ سے حصہ نہیں مل سکتا" اسے ترکہ سے حصہ نہیں دیا۔ اس بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟
☆ پہلے سوال سے متعلق ہی سوال کہ ایسے نامکمل انسان کو مرد کہا جائے یا عورت؟
☆ عام طور پر نماز پڑھتے وقت سجدہ میں دعا کریں تو خیالات دنیاوی حالات کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اور ذہن پریشان ہو جاتا ہے۔ انہیں کیسے دور کیا جائے؟
☆ موصی کی آمدنی سے خریدی ہوئی پراپرٹی خواہ وہ بیوی یا بچوں کے نام ہو ان پر وصیت کا کیا اطلاق ہے؟
☆ وقف جدید کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد کہ جب انہوں نے پہلی بار تحریک فرمائی تو یہ تاثر چل پڑا تھا کہ جو معلمین زندگی وقف کریں گے ان کا ڈائریکٹ میرے ساتھ رابطہ ہو گا۔ وہ میری ہدایات پر دور دراز ممالک میں کام کریں گے اور خدا رسیدہ انسان بنیں گے۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!
☆ آج کل مغربی ممالک میں نابالغ بچوں میں جرائم کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور عمر کی وجہ سے یہاں کی کورٹ انہیں سزا نہیں دے سکتی۔ اس سلسلہ میں اسلام کی طرف سے کیا حکم ہے؟
☆ ہومیو پیتھی طریقہ علاج خدا کے فضل سے شہرت پا رہا ہے۔ ایلو پیتھی کی بجائے ہومیو پیتھی سے جلد شفا ہو جاتی ہے اس پر حضور انور روشنی ڈالیں!
☆ جو لوگ اپنے بچوں کو ایلو پیتھی ڈاکٹر بنانا چاہتے ہیں کیا اب وہ نہ بنیں؟
☆ انسانی اعضاء کے Donate کرنے کے بارہ میں پاکستان کے چند علماء نے اسے حرام کہا ہے۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!
☆ اسلامی اصول کی فلاسفی میں مذکور پانچ سوالوں کا انتخاب سوامی شوگن چندر نے کیسے کیا؟
☆ اسی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں حضور علیہ السلام نے بنیادی مسائل اٹھائے ہیں، اختلافی نہیں۔ اس پر حضور انور تبصرہ فرمائیں!
☆ بحیثیت مسلمان ہم حضرت موسیٰؑ کو بھی خدا کا نبی مانتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آنحضورؐ کو۔ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ ہم یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں اور مسلمان بھی؟

(ص۔ م۔ ش)

اسلام اور سائنس

(پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم)

(مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب مرحوم کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ کتاب "رموز فطرت" کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

ابتداء اس اقرار سے کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ اور عمل اسلام پر ہے اور میں اس وجہ سے مسلمان ہوں کہ قرآن کریم پر میرا ایمان ہے۔ قرآن کریم میں بہ حیثیت ایک سائنس دان کے مجھ پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ میں فطرت کے قوانین کو سمجھنے کی کوشش کروں اور ان کی تلاش طبیعات، حیاتیات، طب اور ہیئت کے مشاہدات میں کروں کہ ان میں سب کے لئے نشانیاں ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ والی السماء کیف رفعت۔ والی الجبال کیف نصبت۔ والی الارض کیف سطحت ......"۔

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ "ان فی خلق السماوات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب"۔

قرآن شریف کی ساڑھے سات سو آیات میں یعنی اس پاک کتاب کے تقریباً آٹھویں حصہ میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ ایمان لانے والے فطرت کا مشاہدہ کریں اور اس کے بھید کھولنے کے لئے کوشاں رہیں کہ انہیں عقل اسی لئے دی گئی ہے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ وہ تحصیل علم کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنا لیں۔ درود اور سلام ہمارے پیارے نبی پاکؐ پر کہ انہوں نے تعلیم کو ہر مرد و عورت کے لئے لازمی قرار فرمایا۔ یہ گویا بنیاد ہے علم و حکمت کی طرف اسلامی تصورات کی۔

اس کے ساتھ دوسری اہم بات یہ ہے جس کی طرف Maurice Bucaille نے اپنی کتاب "بائبل، قرآن اور سائنس" میں اشارہ کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ قرآن کی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں فطرت کے مظاہر کی ایسی توجیہہ کی گئی ہو جن سے ہماری سائنسی تحقیقات کی نفی لازم آتی ہو۔

تیسری بات جو قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں گیلی لیو والے قصہ کی طرح کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ سائنسی نظریات کے لئے نہ تو کسی کو سزا دی گئی اور نہ کسی پر کفر کے فتوے لگے۔ حالانکہ بدقسمتی سے آج بھی مذہبی معاملات میں یہ شدت جاری ہے۔ اور ان معاملات کے لئے کفر کے فتوے بھی دئے جاتے رہے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ نظریاتی احتساب کا معاملہ اسلامی تاریخ میں سب سے کٹر مذہبی لوگوں نے نہیں اٹھایا بلکہ معتزلہ نے پہل کی جو اپنے آپ کو روشن خیال اور آزادی فکر کا علمبردار سمجھتے تھے۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ معتزلہ بھی درحقیقت مذہبی عالم تھے اور ان کے احتساب اور ان کی مذہبی عصبیت کا شکار احمد بن حنبل جیسے پایہ کے بزرگ عالم دین رہے۔

موجودہ سائنس کیا یونانی عرب میراث ہے؟

سوال یہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے پرانی تعلیمات اور اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی طرف کیا رویہ اختیار کیا؟ اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی سو برس بھی نہیں ہوئے تھے کہ مسلمانوں نے اس زمانہ تک کے سارے علوم پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے قیام سے ایک سلسلہ جاری ہوا جس سے ان کو ایسی علمی برتری حاصل ہوئی جو آئندہ ساڑھے تین سو سال تک برقرار رہی۔

بلاشبہ اسلامی دنیا میں سائنس کی ترقی کا نقطہ عروج ۱۰۰۰ء کے آس پاس تھا۔ یہ زمانہ ابن سینا کا تھا جو قرون وسطیٰ کے آخری عالم تھے۔ البیرونی اور ابن الہیثم ان کے نامور ہم عصر دور جدید کے نقیب تھے۔ ابن الہیثم (جن کا لاطینی نام Alhazen ہے) کا شمار دنیا کے جید علمائے طبیعات میں ہوتا ہے۔ علم البصر (Optic) میں ان کے تجربات اعلیٰ ترین معیار کے تھے اور ان سے علم میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ ان کا مشاہدہ تھا کہ "روشنی کی کرن جب کسی واسطہ سے گزرتی ہے تو ایسا راستہ اختیار کرتی ہے جو سب سے آسان اور سب سے جلد طے ہو سکتا ہے"۔ ابن الہیثم کے اسی مشاہدہ کو سینکڑوں سال بعد Fermat نے نور کے سفر کے کم سے کم والے اصول کے نام سے پیش کیا۔ یہ ابن الہیثم ہی تھا جس نے سب سے پہلے مادہ کے جمود (Inertia) کا سائنسی تصور پیش کیا جو بعد میں نیوٹن کے حرکت کے پہلے قانون کے نام سے مشہور ہوا۔ راجر بیکن (Roger Bacon) کی تصنیف "اوپس میجس" کا پانچواں باب تو گویا ابن الہیثم کے علم البصر کی نقل ہے۔

البیرونی نے آج کل کے افغانستان میں سائنس کا کام کیا۔ ابن الہیثم کی طرح اس کے علم کی بنیاد بھی ذاتی مشاہدوں پر تھی۔ وہ دور جدید کے سائنس دان تھے اور قرون وسطیٰ سے اتنا ہی دور جتنا چھ سو سال بعد پیدا ہونے والا گیلی لیو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی سائنس یونانی عرب میراث ہے لیکن عام طور پر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلامی سائنس کی بنیاد روایتوں سے نتائج نکالنے پر ہوئی ہے اور یہ کہ مسلمان سائنس دانوں نے آنکھ بند کر کے یونانی علمی روایتوں کی تقلید کی ہے اور سائنس کے تجرباتی میدان میں انہوں نے کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے۔

سائنس کے مشہور مؤرخ George Sarton نے اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

"قرون وسطیٰ کا اصلی لیکن سب سے کم معروف کارنامہ تجرباتی طریقہ کی تخلیق ہے اور یہ دراصل مسلمانوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو بارہویں صدی تک جاری رہیں"۔

تاریخ کا یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ سائنس کا یہ طریقہ کار جاری نہ رہ سکا اور اس میں تسلسل ٹوٹ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سائنسی طریقوں میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکی۔ البیرونی اور ابن الہیثم کو گزرے ابھی سو برس نہ ہوئے تھے کہ دنیائے اسلام میں سائنس کی تخلیق بالکل رک گئی۔ اب پانچ سو برس تک وہ بالغ نظری، وہ مشاہدوں پر اصرار اور وہ تجربات کی تکرار دیکھنے اور سننے کو نہیں ملتی یہاں تک کہ Tycho B-rahe اور Galileo اور ان کے ہم عصروں نے یہ تان دوبارہ اٹھائی۔

اسلامی دنیا میں سائنس کیوں ختم ہو گئی

آخر اسلامی دنیا میں سائنس کیوں ختم ہو گئی۔ یہ زوال ۱۱۰۰ء کے آس پاس شروع ہوا اور آئندہ اڑھائی برسوں میں مکمل ہو گیا۔ اس سوال کا جواب کوئی یقینی طور پر نہیں دے سکتا۔ بے شک بہت سی خارجی وجوہات بھی تھیں جیسے منگولوں کی لائی ہوئی تباہی و بربادی۔ لیکن میرے خیال میں سائنس کا زوال اسلامی دنیا میں اس سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اور اس کا سبب بہت سے اندرونی حالات تھے۔ سب سے پہلے تو اپنے آپ میں محدود ہونے والی وہ کیفیت جس نے سائنسی کارروائیوں کا رشتہ باقی دنیا سے توڑ دیا۔ اور دوسری طرف تخلیقی طرز فکر کی ہمت شکنی اور اس کی جانب منفی رویہ نے زیادہ نقصان پہنچایا اور تقلیدی طرز فکر کو عام کیا۔

گیارھویں صدی کے اختتام اور بارھویں صدی کے اوائل میں دنیائے اسلام سخت مذہبی گروہ بندیوں اور سیاست دانوں کے شہ پر بڑھتی ہوئی تنگ نظری کا شکار تھی اور اسی دور سے دنیائے اسلام کے زوال کی بنیاد پڑی۔ حالانکہ امام غزالی بھی ۱۱۰۰ء کے لگ بھگ یہ لکھ سکتے تھے "مذہب کے خلاف سب سے بڑے جرم کا ارتکاب وہ لوگ کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اسلام کا دفاع علوم ریاضی کے انکار سے بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان علوم میں کوئی بات مذہب کے خلاف نہیں ہے"۔ لیکن زمانے کا مزاج تخلیقی علوم کے خلاف ہو چکا تھا۔ ہر طرف کٹرپن کا رواج تھا، رواداری کا فقدان تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ تقلید عام ہو گئی اور اجتہاد کا دروازہ تمام علوم پر بند ہو گیا جن میں سائنسی علوم بھی شامل تھے۔

کیا مسلمان اب سائنسی تحقیقات کی ہمت افزائی کرنے لگے ہیں؟

روئے زمین کی اہم تہذیبوں میں سائنس سب سے کمزور اسلامی دولت مشترکہ میں ہے۔ بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ ٹیکنالوجی بنیادی طور پر بےضرر ہے اور اس کی زیادتی کا مداوا اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سائنس کا معاملہ بالکل مختلف ہے کیونکہ اس سے کچھ قدریں بھی وابستہ ہیں۔ یہ خیال کہ جدید سائنس عقلیت کا راستہ دکھاتی ہے جو لامذہبیت کی طرف جاتا ہے اور یہ خیال کہ ہم میں سے جو سائنس دان ہیں وہ ایک دن ہماری تہذیب کے مابعد الطبیعاتی مفروضات سے منحرف ہو جائیں گے۔ قطع نظر اس کے کہ ٹیکنالوجی بغیر اعلیٰ سائنس کے پنپ نہیں سکتی میں سمجھتا ہوں کہ سائنس کے بارہ میں یہ رویہ ان پرانے جھگڑوں کی وراثت ہے جن میں نام نہاد عقلی گروہ کے وہ فلسفی ہوئے تھے جنہوں نے ارسطو کے تصور کائنات کو بےچون وچرا تسلیم کیا تھا اور جو ان میں کسی تبدیلی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور انہیں ان خیالات کو اپنے مذہبی عقائد کے ساتھ یکجا کرنے میں مشکلیں پیش آتی رہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس قسم کے شدید جھگڑوں میں قرون وسطیٰ کے عیسائی اہل مکتب مبتلا تھے۔ اہل کتاب کے لئے سب سے اہم مسائل کائنات کی تخلیق اور مابعد الطبیعات کے متعلق تھے۔ کیا دنیا کسی غیر متحرک جگہ میں واقع ہے؟ کیا خدا اول کو خود براہ راست حرکت میں لانے کا ایک سبب ہے یا وہ سبب الاسباب ہے؟ اور کیا وہ آخری وجہ ہے؟ کیا تمام افلاک کا محرک ایک ہی ہے یا مختلف؟ کیا وہ محرک جو کائنات کو حرکت میں لاتے ہیں کبھی تھک بھی سکتے ہیں؟۔ جب گیلی لیو نے ان مسائل کی فہرست تیار کرنے کی کوشش کی تو وہ احتساب کی زد میں آ گیا۔ اس احتساب نے اٹلی میں سائنس کی ترقی کو اٹھارویں صدی تک روکے رکھا۔ اب ساڑھے تین سو سال بعد نظریاتی آبادکاری ہو رہی ہے۔

ویٹی کن کی ایک تقریب میں عالی جناب جان پال ثانی نے اعلان کیا کہ "چرچ تجربوں اور غور و فکر سے خود سبق سیکھتا ہے۔ آج یہ بات زیادہ اچھی طرح سمجھ آتی ہے کہ تحقیقات میں آزادی کے کیا معنی ہیں؟ انسان تحقیق کے ذریعہ ہی حق کی طرف آتا ہے اس لئے چرچ کو یقین ہے کہ سائنس اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں ہے"۔

سائنس کی ترقی کا راز

پاپائے اعظم نے اس بالغ نظری پر زور دیا ہے جو کہ چرچ نے سائنس کے ساتھ معاملت میں حاصل کی۔ اگر وہ چاہتے تو اس بات کو الٹ کر بھی کہہ سکتے تھے کہ گیلی لیو کے وقت سے لے کر آج تک سائنسی نظریات میں پختگی آئی ہے کہ سائنس دان اپنی حدود سے واقف ہو گئے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ بعض مسائل ایسے ہیں جو آج بھی ان کے دائرہ فکر سے باہر ہیں اور مستقبل میں یہی صورت رہے گی۔

سائنس کی ترقی کا راز یہ ہے کہ اس نے اپنا دائرہ عمل ایک خاص قسم کی تحقیق تک محدود کر لیا ہے اور اس محدود دائرہ میں بھی دور حاضر کا سائنس دان جانتا ہے کہ وہ کہاں سے قیاس کے میدان میں قدم رکھ رہا ہے۔ اس میدان میں وہ کبھی قطعیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ طبیعات میں اس صدی کے شروع میں دو مرتبہ ایسا ہوا۔ اول تو اس نظریہ کے نتیجہ میں جس میں Space & Time میں نسبت اضافی بتلائی گئی اور دوسرے Quantum کے سلسلہ میں۔

آئن سٹائن کی وقت کے اضافی ہونے کی تحقیق ہی کو لیجئے۔ یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ کسی وقفہ کے طول کا دارومدار ہماری رفتار پر ہے۔ عمر ہی کے وقفہ کو لیجئے۔ ایک ایسے شخص کی نظر میں جس کی رفتار ہم سے کم ہے ہماری عمر اتنی لمبی ہو جائے گی جتنی کہ ہماری رفتار تیز ہوگی۔ اسے محض قیاس آرائی نہ سمجھئے۔ آپ ذرا جنیوا، سوئٹزرلینڈ میں واقع Cern کی

تجربہ گاہوں تک چلئے جہاں ذراتی طبیعات پر کام ہو رہا ہے۔ وہاں ایسے ذرات تیار کئے جاتے ہیں جن کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ ان میں Muon نامی ذرات بھی ہیں۔ آپ ایک ریکارڈ تیار کیجئے اس وقفہ کا جس میں مختلف رفتار سے چلنے والے میوان فنا ہو کر الیکٹران اور نیوٹران بن جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ تیز رفتار میوان دیر میں فنا ہوتے ہیں اور سست رفتار میوان جلدی ختم ہو جاتے ہیں۔

آئن شٹائن کے زمان و مکان کے نظریات نے طبیعات کے عالموں میں ایک ذہنی انقلاب برپا کر دیا۔ ہم لوگوں کو طبیعات سے متعلق اپنے طرز فکر میں بہت سی تبدیلیاں کرنا پڑیں لیکن تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ پیشہ ور فلسفی جو انیسویں صدی تک زمان و مکان سے متعلق نظریات کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے اب تک آئن شٹائن کے مشاہدات کی روشنی میں کوئی فلسفیانہ فکر نہیں بنا سکے۔

دوسرا اور زیادہ دھماکہ خیز انقلاب ۱۹۲۶ء میں ہائزن برگ کی اس تحقیق سے ہوا کہ یقینی علم کے حصول کے بھی حدود ہیں۔ ہائزن برگ کے اصول غیر یقینیت کی رو سے مثلاً یہ بات کسی طور پر معلوم نہیں کی جا سکتی کہ سامنے میز پر ایک ساکت الیکٹرون ایک خاص مقام پر موجود ہے۔ ایسے تجربات ضرور کئے جا سکتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ الیکٹرون کہاں ہے۔ لیکن یہی تجربے یہ معلوم کرنے کا ہر امکان ختم کر دیں گے کہ الیکٹرون حرکت میں بھی ہے۔ اگر حرکت میں ہے تو کس رفتار سے۔ اس کو اگر الٹ کر کہیں تو یہ کہا جائے گا کہ کسی شے کے متعلق ہمارے علم کی بھی ایک حد ہے اور اس حد کا تعین اس شے کی فطرت سے وابستہ ہے۔ میں یہ سوچ کر کانپ جاتا ہوں کہ اگر ہائزن برگ قرون وسطیٰ میں ہوتا تو اس کا انجام کیا ہوتا۔ کیسی کیسی مذہبی بحثیں اس مسئلہ پر اٹھتیں کہ آیا یہ حد اس علم پر بھی لگائی جا سکتی ہے جو خدائے تعالیٰ کو ہے۔

کیا ایمان اور سائنس کا ایک ساتھ گزارا ہو سکتا ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا سائنس اور مابعد الطبیعات کی ٹکر ناگزیر ہے؟ اور یہ بھی صحیح ہے کہ معاملہ سائنس اور اسلام ہی کا نہیں ہے بلکہ سائنس اور ہر طرح کے ایمان کا ہے۔ بشرطیکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ اس قسم کا کوئی معاملہ ہے بھی۔ کیا ایمان اور سائنس کا ایک ساتھ گزارا ہو سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سائنسی طرز فکر کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال کے طور پر مابعد الطبیعات کے اس عقیدہ کو لیجئے کہ تخلیق بغیر شے کے ہوئی ہے۔ آجکل بہت سے علم کائنات کے ماہرین یقین کرتے ہیں کہ کائنات میں مادہ و توانائی کی کثافت کی ممکنہ قیمت کچھ یوں ہے کہ کائنات میں مادے کی کل مقدار صفر آتی ہے۔ اگر مادہ کی مقدار واقعی صفر ہے (اور اس مقدار کی پیمائش ممکن ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حالت خلاء کی طرح کائنات بھی بےمادہ ہے۔ دس برس ہوئے کسی نے بڑی جرات سے معاملہ کو آگے بڑھایا اور یہ خیال پیش کیا کہ کائنات محض خلاء کی ارتعاشی شکل ہے۔ گویا کہ یہ لاشے کی ایک کیفیت ہے جو زمان و مکان میں بغیر کسی شے کے تخلیق کی گئی ہے۔ لیکن طبیعات اور مابعد الطبیعات میں جو فرق ہے وہ یہ کہ طبیعات میں کائنات کے مادہ کی کثافت ناپی جا سکتی ہے اور اس ناپ کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ جو نظریہ پیش کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر کثافت کی پیمائش سے معلوم ہوا کہ نظریاتی نتیجہ غلط ہے تو پھر نظریہ بھی رد کر دیا جائے گا۔

دوسری مثال میں اس جوش و خروش کی طرف اشارہ کروں گا جس کا مظاہرہ ابھی حال ہی میں اس وقت ہوا جب ہم یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ فطرت کی دو بنیادی قوتیں برق مقناطیس اور خفیف نیوکلیائی قوتیں اصل میں ایک ہی ہیں۔ اب ہم اس امکان پر غور کر رہے ہیں کہ زمان و مکان کے ابعاد دس یا گیارہ ہیں۔ اس نظریہ کے پس منظر میں ہمیں امید ہوتی ہے کہ ہم خفیف برقی قوت کو باقی دو بنیادی قوتوں (یعنی کشش ثقل اور قوی نیوکلیائی قوت) کے ساتھ ایک لڑی میں پرو دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان دس ابعاد میں سے چار زمان و مکان ہیں جو سب کو معلوم ہیں۔ ہماری کائنات کی وسعت اور اس کی عمر کا حساب اس خمیدہ خط سے ہوتا ہے جو ان چار ابعاد اور زمان و مکان کو ملا کر کھینچا جائے اور نو دریافت چھ ابعاد کی مدد سے جو خط خمیدہ بنے گا اس سے برقی اور نیوکلیر چارجوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آخر ہم لوگ نئے حدود کو براہ راست کیوں نہیں سمجھ سکتے؟ ان کے سمجھنے کے لئے بالواسطہ طریقہ کیوں ضروری ہے جس کے لئے برقی اور نیوکلیر چارجوں سے کام لیا جاتا ہے؟ اور پھر زمان و مکان کے چار ابعاد اور نو دریافت داخلی ابعاد میں کیوں فرق ہے؟ ہمارے موجودہ اندازہ کے مطابق ان کی جسامت ۳۳-۱۰ سنٹی میٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

فی الحال ہم نے اس کو قابل یقین بنانے کے لئے ایک قسم کا نظریہ خود استقامت یعنی Self—Consistency سے کام لیا ہے۔ ہم ایک ایسے میدان قوت کے وجود کا تصور کرتے ہیں جس کی مدد سے ایک پائیدار اور مستحکم کائناتی نظام کا وقوع ممکن ہو سکے۔ نظریہ اس وقت کامیاب سمجھا جائے گا جب زائد المیعاد کی تعداد صرف چھ (یا نظریہ کی دوسری تشریح کے مطابق صرف سات) ہو۔ اور پھر ہلکے سے اور خفیف مادی نتائج بھی باقیات کی طرح ملیں۔ جیسے حال ہی میں دریافت ہوئے تین درجہ حرارت والے سیاہ جسمی شعاعیں Black Body جو کائنات کو پر کئے ہوئے ہیں اور جن کے متعلق ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کائنات کے ارتقاء کے اوائل کے باقیات ہیں۔ ہم ان باقیات کو تلاش کریں گے اور اس تلاش میں ناکام رہے تو اپنے نظریہ کو خیرباد کہہ دیں گے۔

بغیر کسی شے کے تخلیق، زاید ابعاد، اور ان سب کا ذکر بیسویں صدی کے طبیعات میں عجیب سا لگتا ہے۔ یہ تو پرانے زمانہ میں مابعد الطبیعاتی مباحثہ کی یاد دلاتے ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ طبیعات میں ہر نظریہ صرف عارضی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور اس پر اصرار ہوتا ہے کہ ہر قدم پر اسے تجربہ کی کسوٹی پر کھ کر اس کے اطلاق کے حدود کا یقین کر لیا جائے۔ ایک متشکک کی نگاہ میں اس نظریہ خود استقامت کی کامیابی اگر ثابت ہوئی تو عقیدہ وجود خدا کے بے معنی ہونے کے مترادف ہو سکتی ہے۔ "فمن یضللہ فلا ھادی لہ"۔ لیکن اہل ایمان کے لئے یہ ان کے "رب العالمین" کے کسی بڑے منصوبہ کا محض ایک جزو ہے جس کے تبحر کا ظہور چاہے جس شکل میں ہو ان کی نگاہوں کو منور کر دیتا ہے اور وہ وارفتہ اس کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔

ایک مشہور سائنس دان ہائنیں پے جل (Heinz Pagels) ایک اور ممتاز سائنس دان رچرڈ فی مین (Feyman) کے متعلق ایک قصہ سناتے ہیں "وہ مدہوشی کی سی کیفیت میں تھے کہ انہیں ایک غیر مادی تجربہ ہوا۔ انہیں یہ محسوس ہوا کہ وہ اپنے بدن سے باہر آ گئے ہیں اور ان کا جسم ان کے سامنے پڑا ہوا ہے۔ یہ یقین کرنے کے لئے کہ انہیں جو محسوس ہو رہا ہے وہ حقیقت ہے انہوں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دینا شروع کیا۔ انہوں نے کہا جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میں اپنے جسم سے باہر ہی نہ رہ جاؤں اس لئے یہ طے کیا کہ میں اس میں فوراً واپس چلا آؤں۔ یہ قصہ سن کر میں نے ان سے پوچھا کہ اس عجیب واقعہ کے متعلق ان کا کیا خیال ہے۔ فی مین نے ایک ماہر سائنس دان کی نپی تلی زبان میں جواب دیا "میں نے اس میں طبیعات کے کسی قانون کو رد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا"۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ وہ معاملات جن میں طبیعات خموش ہے میرا ایمان اسلام کے نہ فنا ہونے والے پیغام پر ہے۔ اس کا اشارہ سورہ البقرہ کی پہلی آیت میں موجود ہے "..... یومنون بالغیب" یہ کتاب بلاشبہ راستہ دکھاتی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو جو ان دیکھی پر ایمان لاتے ہیں۔

مجھے ابو ریحان البیرونی کا وہ قصہ یاد آتا ہے کہ جب کسی ہم عصر مولوی نے ان پر کفر کا فتویٰ اس لئے صادر کیا کہ انہوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا تھا جس میں نماز کا وقت معلوم کرنے کے لئے بازنطین (Byzan—tine) جنتری سے مدد لی گئی تھی تو البیرونی نے بگڑ کر جواب دیا "بازنطینی تو روٹی بھی کھاتے ہیں کیا آپ روٹی کے خلاف بھی مذہبی اعتراض کریں گے؟"۔

تفکر اور تسخیر

کلام پاک میں تفکر اور تسخیر پر برابر کا زور دیا گیا ہے یعنی جتنی تاکید کی گئی ہے علم کو حاصل کرنے کی اتنی ہی تاکید کی گئی ہے سائنس کے علم کی مدد سے فطرت پر قابو پانے کی۔ قرآن پاک میں ہمیں مثال دی گئی ہے حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کی کہ انہوں نے اپنے زمانہ کی ٹیکنالوجی پر عبور حاصل کر لیا تھا۔

"ولقد آتینا داؤد منا فضلاً .... النالہ الحدید۔ ان اعمل سابغات وقدر فی السرد ....." (سورہ السباء آیت ۱۱، ۱۲)۔ اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے کئی طرح کی برتری دی تھی ..... اور ان کے لئے ہم نے لوہے کو ملائم کر دیا تھا۔

"ولسلیمان الریح غدوھا شھر و رواحھا شھر و اسلنالہ عین القطر....." (سورہ سباء آیت ۱۳) اور ہم نے اسی طرح ہوا کو سلیمان کا تابع کر دیا تھا اور ہم نے ان کے لئے تانبے (کو پگھلا کر) اس کا ایک چشمہ بہا دیا تھا۔

یعنی میری ناچیز رائے میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں ٹیکنالوجی پر قدرت رکھتے تھے۔ اور اسے عمارتوں محلوں اور دریاؤں پر پشتے بنانے میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے بعد ہمیں ذوالقرنین کی یاد دلائی جاتی ہے جو فولادی چٹانوں اور پگھلے ہوئے پیتل سے دفاع کا انتظام کرتے تھے۔ اس طرح دھاتوں، بھاری تعمیرات، ہواؤں سے کام لینے اور ذرائع نقل و حمل کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔ اور یہ بات تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن مجید میں جتنی روایتیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا مقصد ہدایت ہے کہ لوگ ایسی ہی باتوں پر عمل کریں اور انہیں اپنے لئے مثال سمجھیں۔ تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون"۔ ہم لوگوں کے لئے یہ مثالیں دیتے ہیں کہ شاید تدبر کریں۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں خود ایک مثال قائم کی۔ وہ بڑے شوق سے حفاظت کے لئے نئی ایجاد کو قبول فرماتے تھے۔ چنانچہ دیکھئے کس طرح خندق کا عرب میں پہلی دفعہ استعمال ہوا یا ان کے اس حکم کو لیجئے جو انہوں نے منجیق بنانے کے لئے دیا تھا تاکہ اس سے خیبر کی تسخیر کی جا سکے جو بالکل نئی چیز تھی لیکن قبل اس کے کہ یہ تیار کی جا سکے خیبر پر قبضہ ہو گیا۔

سوال یہ ہے کہ آخر اسلامی ملکوں کے سماج میں کون سی ایسی رکاوٹیں ہیں جو ہمیں اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی نہیں حاصل کرنے دیتیں خصوصاً وہ ٹیکنالوجی جس کی بنیاد جدید سائنس پر ہے۔ عرب مسلم ملکوں میں جتنی کاوشوں اور جتنے سرمایہ سے ٹیکنالوجی کا استعمال گزشتہ دس برسوں میں ہوا ہے اتنا کبھی نہیں ہوا۔

بدقسمتی سے ان تمام منصوبوں کو ایسی فضا میں عملی شکل دی گئی جس میں ٹیکنالوجی سیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ یہ کوشش نہیں کی گئی کہ عرب ملکوں کے ماہرین فن اور انجینئر بھی اس میں شامل کئے جاتے اور ان ملکوں کی ایک مختصر جماعت بھی اس میں شامل ہو جن کا تعلق تحقیق اور ترقی سے ہے۔ کسی ایک عرب ملک میں یہ صلاحیت نہ تھی کہ ان کارخانوں کا نقشہ تیار کریں یا انہیں تعمیر کریں۔ حد تو یہ ہے کہ تمام عرب ممالک اس میں مل کر بھی یہ کام نہیں کر سکتے۔

صنعت اور ٹیکنالوجی سے قطع نظر جس کی بنیاد سائنس پر ہے بہت سے شعبے ہیں جن کا انحصار سائنس پر ہے مثلاً زراعت، صحت عامہ، بائیو ٹیکنالوجی، انرجی کے نظام، رسل و رسائل اور دفاع۔ بدقسمتی سے ان تمام میدانوں میں ایک جیسی کیفیت ملتی ہے خصوصاً دفاع میں۔ دفاع کے لئے سازوسامان ضرور خریدا جائے گا لیکن دفاعی سامان پیدا کرنے کے لئے اور اس کے لئے مہارت کا نام و نشان بھی نہیں۔ انتہا غفلت کی۔ کیا ہم اس خواب غفلت سے کبھی بیدار ہونگے۔

ابن خلدون نے اس کی طرف توجہ ان الفاظ میں دلائی ہے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

THE ASIAN CHOICE
FOR TELEVISION

Muslim TV AHMADIYYA

Get Connected!!
ZEE TV

ZEE TV

S. KHAN
Fax & Tel: 08257/1694
Hot Line : 0171-3435840
"OFFICIAL" ZEE TV AGENT
Decoders & Zee-TV Cards are available
"Just Call"

خطبہ جمعہ

جب بھی خدا سے عظمتیں طلب کریں تو انکساری کی عظمتیں طلب کریں اور اس سلام کی عظمتیں طلب کریں جو آسمان سے اترتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۲ نبوت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۷﴾
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۸﴾
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۹﴾
يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۳۰﴾
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۱﴾ (سورہ الرحمان آیات ۲۷ تا ۳۱)

یہ سورہ رحمان کی آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس پر یعنی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے "ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" اور صرف تیرے رب کی شان جمال و جلال ہے جو باقی رہے گی۔ وہ صاحب جلال ہے اور صاحب اکرام ہے۔ "فبای آلاء ربکما تکذبان" پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو یا تکذیب کرو گے۔ "یسئلہ من فی السماوات والارض" اسی سے سوال کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں "کل یوم ھو فی شان" ہر وقت وہ ایک نئی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ "یوم" یہاں وقت کے پیمانے کے طور پر ہے۔ اس لئے لحہ لحہ بھی یہاں یوم کے مفہوم میں داخل ہے "فبای آلاء ربکما تکذبان" پس تم اپنے رب کی کن کن آیات کی تکذیب کرو گے۔ یہاں دونوں کا لفظ خطاب میں شامل ہے مگر جب ہم اردو میں تم کہتے ہیں تو لازم نہیں ہوا کرتا کہ "دونوں" لفظ کو دہرایا جائے مگر قرآن کریم نے یہاں جب بھی سوال اٹھایا ہے تو تم دونوں کہہ کر اٹھایا ہے۔ تو تم دونوں کن کن باتوں میں یعنی خدا تعالیٰ کی کس کس شان اور جلوہ گری کی تکذیب کرتے ہو یا کرو گے۔

یہ آیات بہت ہی گہرے عارفانہ مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان کی پوری تفسیر کا تو اس وقت موقع نہیں مگر ایک دو امور ایسے ہیں جن کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر چیز فانی ہے اب یہ ایک ایسا اعلان ہے جو روزمرہ میں سب کو علم ہے لیکن اسے دہرایا کیوں گیا ہے اس قدر زور کے ساتھ ایک ایسی صورت میں جو چھوٹوں اور بڑوں دونوں کے لئے ایک عظیم چیلنج کا رنگ رکھتی ہے۔ جن اور انس، بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ، دونوں کو مخاطب کرتی ہے اور بڑی شان کے ساتھ ان کو چیلنج کرتی ہے۔ اس میں اس مضمون کے بیان کا عنوان یہ رکھنا "کل من علیہا فان" یہ کچھ گہری حکمت رکھتا ہے۔ درحقیقت ہر فانی انسان اپنے آپ کو لافانی سمجھ رہا ہوتا ہے اور یہ عجیب متضاد زندگی ہے جو انسان گزارتا ہے اور اس کو شعور بھی نہیں کہ میرے اندر ایک سوچوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ سب دنیا کو مرتے اور گزرتے ہوئے دیکھتا ہے، سب دنیا کو دیکھتا ہے کہ اس جہان میں کوئی نہیں رہا۔ آئے دن روزانہ دنیا تبدیل ہو رہی ہے، ہر موت کے ساتھ ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہ جہان ہی بدل جاتا ہے تو کتنے ہی بدلے ہوئے جہانوں کا، ان گنت بدلے ہوئے جہانوں کا وارث ہو کر وہ اپنی ذات کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ مجھے بھی ایک دن اس دنیا سے گزر جانا ہے اور جب وہ گزرے گا تو پھر ان لحوں میں وہ احساس کہ میں فانی تھا اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔

یہی مضمون قرآن کریم میں فرعون کے ذکر میں کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ لیکن خاص طور پر اس کی ڈوبتی ہوئی گھڑیوں کی دعا کہ اب میں ایمان لاتا ہوں بنی اسرائیل کے خدا پر اس وجہ سے رد کر دی گئی یعنی کلیۃً نہیں مگر مرکزی نقطہ کے لحاظ سے دعا رد کر دی گئی کیونکہ فانی انسان جب فنا کو آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھتا ہے وہ لحہ ہے اس کے یقین کا کہ اب میں اس دنیا میں نہیں رہنے والا، میں فانی تھا اور اسی لمحے اس کی ساری زندگی اس کو اکارت جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تمام کوششیں، تمام اموال، سب دولتیں، سب نام و نمود، سب اسی دنیا میں دھرے رہ جاتے ہیں اور وہ اکیلا اکیلا خدا کے حضور حاضر ہونے کے لئے جب تیار کھڑا ہو پھر وہ اس قسم کے وعدے کیا کرتا ہے اب میں ایمان لاتا ہوں، اب مجھے نجات دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم فنا کو دیکھ لو اور پھر نجات کی دعائیں مانگو تو تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی، بدنی زندگی مل بھی جائے تو روحانی زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو ساری دنیا میں سب کے لئے قدر مشترک رکھتا ہے۔ فی الحقیقت انسان اپنی فنا پر ویسا یقین نہیں رکھتا جیسا یقین اس کی زندگی میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا جانتے ہوئے کہ موت مقدر ہے پھر بھی اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرتی۔ تو قرآن کریم کا اس شان کے ساتھ اس مضمون کا ذکر فرمانا جو بظاہر دنیا میں سب کو معلوم ہو یہ بتا رہا ہے کہ تمہیں وہم ہے کہ تم جانتے ہو، تم نہیں جانتے کہ ہر چیز فانی ہے۔ اور جب ہر چیز کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد یہ ہے اعلان "ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" کہ ہاں تیرے رب کا جلال و جمال کا جلوہ ہے۔ جو باقی رہے گا اور دوسرا "وجہ" کا مطلب رضا ہے جو باقی رہے گی۔ یعنی خدا کی رضا جس کو باقی رکھنا چاہے گی اسے رکھے گی اور جو کچھ بھی رہے گا رضا کی بنا پر، اس سے لٹک کر، اس کے سہارے رہے گا۔ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ کے جلال اور جمال کا جلوہ باقی رہے گا اور جس پر اس کی دائمی ازلی ابدی رضا کی نگاہ پڑی ہے وہ بھی باقی رہ سکتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی رضا میں شامل ہو کر اس سے الگ رہ کر نہیں۔

دوسری بات جو اس میں خاص طور پر توجہ کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ چیزوں کے فنا کا، ان کی عظمت کے ساتھ جو تعلق ہے یہ مضمون اس بات کو خوب کھول کر بیان فرما رہا ہے کہ تمہاری عزتیں، تمہاری دنیا کی نمود کی کمائی جو کچھ بھی ہے اس کی خاطر تم دنیا سے چمٹے ہوئے تھے تو یاد رکھو کہ وہ بھی فنا ہیں اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ ہاں ایک خدا کے جلال و جمال کا جلوہ ہے جو باقی رہنے والا ہے۔ اس لئے اگر عزتوں کی خاطر تم کچھ کرتے ہو، اپنی دنیا کی نام و نمود کے لئے محنتیں کرتے ہو تو وہ وقت آئے گا جب وہ چیزیں مٹ جائیں گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض قوموں اور بعض لوگوں اور بعض بڑے بڑے بادشاہوں کی عزت اور نام و نمود تو ہمیں دنیا میں پیچھے باقی رہتی دکھائی دیتی ہے یہ کیوں باقی رہی۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول تو یہ کہ اس مضمون کا آخری فنا کے فیصلے سے تعلق ہے اس لئے اگر اس وقت سے پہلے کہ دنیا میں انسان کی صف لپیٹ دی گئی کسی کی عزت و جاہ و جلال کا تذکرہ باقی رہ بھی جائے تو اس کی حقیقت کوئی نہیں کیونکہ خدا کے علم میں یا خدا کے فیصلوں میں وقت کی وہ حیثیت نہیں ہے جو انسان کے علم اور فیصلوں میں وقت کی حیثیت ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی زمانہ تقسیم نہیں کرتا۔ نہ ماضی، نہ حال، نہ مستقبل۔ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اور یہی اس کی ازلیت اور ابدیت ہے جو اس بات کی ضمانت ہے کہ اس کے سوا ہر چیز کو فنا ہے۔ کسی چیز کو بھی ازل اور ابد کا دعویٰ نہیں ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ اور پہلے جو توہمات تھے دنیا کے مثلاً آریہ سماج کا عقیدہ کہ دنیا ازل سے ہے اور بعض یورپین فلسفیوں کا بھی یہ خیال کہ کوئی چیز عدم سے پیدا ہو ہی نہیں سکتی اس لئے ازل سے ہے اس خیال کو کلیۃً غلط ثابت کرنے میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بھی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ پہلے جو یہ خیال تھا کہ پروٹان کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے یہ خیال تھا کہ ایٹم Destroy نہیں ہو سکتا اور ایک Law تھا، یعنی نظریہ نہیں اس کو Law کہتے ہیں۔ Indestructability of Atom جو کچھ مرضی ہو جائے ایٹم Destroy نہیں ہو سکتا۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام کے دور سے پہلے سائنس دانوں نے ثابت کر دیا کہ ایٹم تو Destroy ہو سکتا ہے اگر نہ ہو سکتا تو ایٹم بم کیسے بن جاتا۔ اور پھر جب کائنات پر زیادہ گہری نظر ڈالی تو Black Hole کا جو تصور ابھرا ہے اور اس کا علم اور اس کی ماہیت سے متعلق جو سائنسی اندازے لگائے گئے تو پتہ لگا کہ Black Hole تو بنتا ہی اس وقت ہے جبکہ ایٹم آپس میں کچلے جاتے ہیں اور الیکٹرانز کے

فاصلے اپنے مرکز سے اس دباؤ کی طاقت سے جو Gravitational Pull ہے یعنی کشش ثقل اس کے نتیجے میں یوں آپس میں اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ بہت عظیم الشان وسیع کائنات سمٹ کر گویا ایک چھوٹے سے دائرے میں محدود ہو جاتی ہے جو پھر سمٹتا اور پھر سمٹتا ہے اور اپنی طاقت کے زور کے ساتھ ایک خود کشی کر لیتا ہے یعنی وجود اس طاقت کی عظمت کے سامنے جھک کر ایک فنا کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے جس کے متعلق انسان کچھ نہیں جانتا کہ وہاں کیا ہے اس کی پرلی طرف، اس کو کہتے ہیں Event Horizon

تو یہ حصہ جہاں تک ماضی کا تعلق ہے اس معاملے میں تو سائنس دانوں کی آنکھیں کہ یہ کائنات ازل سے بہرحال نہیں ہے مگر جہاں تک ابد کا تعلق ہے اس بات پر کافی اٹکے رہے ہیں کہ پروٹان Indestructable ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم و مغفور نے اس نظریہ میں بہت بڑا کام کیا ہے اور بیماری سے پہلے مجھ سے اس بارے میں جو گفتگو کا موقع مجھے ان سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے Mathematically یعنی حساب کی مدد سے جو ثابت کیا ہے کہ دنیا کی پروٹانز کی عمر اتنی ہے۔ نظریہ کے طور پر تو اب سائنس دان اسے قبول کر چکے ہیں لیکن دو تین نظریئے ہیں۔ بعض سائنس دان کہتے ہیں اس سے ایک حصہ کم، بعض کہتے ہیں ایک حصہ زیادہ مگر جو حصہ ہے وہ بھی بہت بڑا تصور ہے اس لئے آپ کو میں عددی تصورات میں الجھانا نہیں چاہتا۔

تو Raise to the Power of ۳۲ ہے یا ۳۳ یا ۳۴ ہے یہ بحث چل رہی ہے بس۔ اور ۳۲ اور ۳۴ میں اتنا فرق ہے بظاہر ایک کا فرق ہے لیکن جب Powers میں باتیں کی جاتی ہیں تو اس مقام پر پہنچ کر عام انسانی ذہن اس کا تصور کر ہی نہیں سکتا کہ کتنی بڑی چیز ہے۔ مگر سائنس دان اللہ کے فضل کے ساتھ اور حساب دان بہت باریک باتوں کو اپنے استدلال کے ذریعے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور کائنات کے کناروں تک کی خبریں اپنے استدلال کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے جہاں تک مجھے یاد ہے Raise to the Power of ۳۳ کا نظریہ پیش کیا تھا اور مجھے بتا رہے تھے بلکہ کئی دفعہ بتایا کہ اس وقت دنیا میں لیبارٹری بڑی بڑی عظیم بے انتہا خرچ کر کے کام کر رہی ہیں۔ ان میں ایک امریکہ میں بھی ہے ایک اٹلی میں بھی ہے اور شاید ایک اور جگہ بھی اور اب تک جو خبریں ملی ہیں وہ امید افزا ہیں۔ اگر یہ قطعیت سے ثابت ہو گیا تو ہرگز بعید نہیں کہ ایک اور نوبل پرائز ان کو مل جائے یعنی بطور حق کے ان کو ایسا Nobel Laureate بننے کی توفیق ملے کہ دو دفعہ زندگی میں Nobel Laureate بنیں۔

> **کوئی انسان جو اپنے رب سے راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا۔**
> **کوئی انسان جس سے خدا راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا**

تو یہ ایک دنیا کا انعام واکرام ہے جو ممکن تھا کہ ہو جاتا مگر جہاں تک عقلی تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی فضیلت عقل کی روشنی کے لحاظ سے ساری دنیا میں مسلم ہے۔ کوئی دنیا کا سائنس دان نہیں ہے جو عظمت کی نگاہ سے آپ کو نہ دیکھے بلکہ اخلاقی قدروں اور عظمت کردار کے لحاظ سے یہ ایک وہ سائنس دان ہے جس کی دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی عزت کرتے تھے اور حقیقت میں ان کے سامنے عظمت کے ساتھ سر جھکاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب سے بے تکلف گفتگو میں مجھے انہوں نے کئی دفعہ بتایا کہ فلاں ملک کا سربراہ اس طرح مجھ سے پیش آتا ہے، فلاں ملک کا اس طرح پیش آتا ہے، دعوتیں دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آؤ ہم شاہی اعزاز کے ساتھ تمہاری خدمت کر کے کچھ تسلی پائیں کہ ہم نے بھی کسی بڑے انسان کی کوئی خدمت کی ہے لیکن ان باتوں کے باوجود تکبر کا نام و نشان نہیں تھا اور یہ وہ اصل عظمت کردار تھی جس کا میڈل سے تعلق نہیں ہے۔

پس اس مضمون کو اس طرف منتقل کرتے ہوئے میں چند باتیں ڈاکٹر صاحب کے متعلق بیان کروں گا مگر اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں عامۃ الناس کے لئے بھی ایک عجیب پیغام ہے جو کوئی بلندی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو یہ پیغام ہے کہ تم بھی تو یا بڑے لوگوں میں ہو یا چھوٹے لوگوں میں ہو مگر بڑے بھی مٹ جانے ہیں، چھوٹے بھی مٹ جانے ہیں اور بڑے بھی اپنی بڑائی کی شانوں کے ساتھ مٹا دیئے جائیں گے اور چھوٹے بھی جو قدریں بھی وہ رکھتے ہیں ان کے سمیت مٹا دیئے جائیں گے تو اس عارضی چیز کے لئے تم کیوں کسی سے حسد کرو کیوں تکلیف میں مبتلا رہ کر زندگی گزارو کہ فلاں تو اتنا بڑا ہو گیا، فلاں نے اتنا علم حاصل کیا، فلاں کو اس طرح دنیا نے عزتیں دیں۔ فرمایا دنیا، دنیا کی عزتیں یہ ساری چیزیں فنا ہونے والی ہیں، اس سے کیوں نہیں تعلق جوڑتے جس کی رضا کا چہرہ کبھی فنا نہیں ہو گا۔

یہ وہ مضمون ہے جو ان آیات میں ہر بنی نوع انسان کی محرومی کے زخموں پر ایک ایسا پھایا رکھتا ہے کہ ہر دکھ کا علاج ہے لیکن اگر انسان اپنی توجہ پھیرے۔ چنانچہ آج صبح ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا کے وقت یہ مضمون میرے ذہن میں ابھر کر میری دعا کو ایک اور رخ دے گیا۔ میں نے کہا یہ دنیا کی عزتیں تو آج نہیں تو کل فنا ہونے والی ہیں کچھ بھی ان کا نہیں رہتا لیکن جو تیری رضا کی عزت ہے، جس کا "وجہ ربک" میں ذکر آیا ہے وہ دائمی ہے۔ پس ان کے لئے قرآن کے الفاظ میں میں نے یہ دعا کی "ارجعی الٰی ربک راضیۃ مرضیہ" اے مطمئن روح! اپنے رب کے حضور اس طرح حاضر ہو کہ راضیہ ہو۔ تو اپنے رب سے راضی ہو اور "مرضیہ" ہو پس "وجہ ربک" کی جو لازوال زندگی اور لازوال وجود کی خوش خبری ہے وہ ان دو لفظوں میں داخل ہو جاتی ہے۔

کوئی انسان جو اپنے رب سے راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا۔ کوئی انسان جس سے خدا راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا۔ پس اس مضمون کے ساتھ ہی میری توجہات بدل گئیں۔ یہ کہنے کی بجائے کہ آج ہم سے ایک ایسا وجود رخصت ہوا جس کے نتیجے میں ایک خلاء پیدا ہو گیا اور جماعت کو آئندہ یہ خلاء محسوس ہوتا رہے گا میں نے کہا وہ مضمون کیوں نہ میں بیان کروں جو ہمیشگی کا مضمون ہے اور لازوال مضمون ہے۔

پس نیک انجام کے ساتھ میری توجہ نیک آغاز کی طرف گئی اور مجھے یہ خیال آیا کہ درحقیقت لوگ اچھے انجام کی طرف دیکھتے دیکھتے اس سے ایسے مرعوب ہو جاتے ہیں کہ بسا اوقات آغاز کا خیال ہی نہیں کرتے حالانکہ بہت سے پاک اور نیک انجام ہیں جن کی بنیادیں بعض دفعہ انسان کی پیدائش سے پہلے ڈال دی جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی انہی وجودوں میں سے ایک وجود ہیں۔

جیسے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو جو عظمتیں ملی ہیں وہ بار بار یاد کرایا کرتے تھے دنیا کو کہ میری ماں کی دعائیں تھیں۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی توحید کے ساتھ وابستگی اور وفا، اس کا غیر متزلزل اور محکم یقین خدا کی وحدانیت پر اور غیر اللہ کو رد کرتے چلے جانا یہ وہ خوبیاں تھیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے لئے ایک نعمت کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔ پس میں اپنی پاک بزرگ ماں کی دعاؤں کا ایک پھل ہوں اور یہ مضمون ان کو انکساری کی طرف لے جاتا تھا کہ کھل کر باتیں کرتے تھے، مجھ سے تو بہت بے تکلفی تھی، کہا کرتے تھے کہ بس قصہ وہی ہے سارا، میں کیا، میرا وجود کیا، دعاؤں کا پھل ہوں۔

اور ڈاکٹر صاحب بھی دعاؤں ہی کا پھل تھے۔ ان کے والد بزرگوار چوہدری محمد حسین صاحب اور ان کی والدہ ہاجرہ بیگم غالباً نام تھا ان کا دونوں ہی بہت مقدس وجود تھے، بہت پاکیزہ، صاف ستھرے، خالص پاکیزہ زندگی گزارنے والے اور احمدیت کے بعد تو سونے پر سہاگے کا عالم تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی پیدائش سے پہلے رویا دیکھا کہ ان کو ایک خوبصورت پاک بیٹا عطا کیا جا رہا ہے اور اس کا نام عبدالسلام بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو رویا لکھی اور چونکہ بہت منکسر المزاج تھے اپنی رویا کی بنا پر خود نام نہیں رکھا خواب لکھ کر حضرت مصلح موعودؓ سے پوچھا کہ میں اس بچے کا کیا نام رکھوں۔ تو آپ نے فرمایا یہ اللہ نے تمہیں بتا دیا ہے تو میں کون ہوتا ہوں دخل دینے والا یہی نام رکھ لو۔ پس عبدالسلام اس بیٹے کا نام الٰہی منشاء اور رضا کے مطابق رکھا گیا جو ان کی خاص دعاؤں کا پھل تھا اور ساری زندگی پھر اس نے اس رویاء کی سچائی کو ظاہر کیا اور اپنے ماں باپ کے خلوص کی قبولیت کو ظاہر کیا۔

تو اس میں ایک اور بھی ہمارے لئے سبق ہے۔ ایک وجود گزر گیا مگر اس کے حوالے سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے اے اللہ احمدیت کو اور نوبل لارنیٹ Nobel Laureate عطا کر مگر "ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" نوبل لارنیٹ کتنے ہیں اور کتنوں کا مقابلہ کرے گی احمدیت، ہزارہا نوبل لارنیٹ ہیں اور بنتے چلے جائیں گے۔ چار اور بھی لے لئے احمدیت نے مانگ مانگ کے تو کتنا فرق پڑے گا۔ لیکن وہ انعام یافتہ جو خدا کے دربار سے انعام یافتہ ہو وہ تو اگر ان پڑھ بھی ہو تو ایسا انعام یافتہ بن سکتا ہے کہ تمام کائنات کی چوٹی کے علماء اور چوٹی کے اعزاز پانے والے اس کی جوتیوں کو اٹھانے میں فخر محسوس کریں، اس کے پاؤں کی خاک چومنے میں فخر محسوس کریں۔ تو چھوٹی باتوں پہ ہم کیوں راضی ہوں، چھوٹی دعائیں کیوں مانگیں۔ وہ دعائیں مانگیں جیسی ڈاکٹر عبدالسلام کے باپ نے اپنے بیٹے کے لئے کی تھیں۔ اور جن کو خدا نے اس طرح قبول فرمایا کہ اپنی رضا کا مظہر بنایا اور اس بات کا قطعی ثبوت آپ کی زندگی کے لمحہ لمحہ نے دیا ہے۔

سائنس کی دنیا میں اتنے بلند مرتبہ تک پہنچنے کے باوجود کامل طور پر خدا کی ہستی کے قائل۔ بلکہ ایک دفعہ مجھے کہہ رہے تھے کہ جب میں کسی سائنسی اجتماع میں جاتا ہوں تو بعض سرگوشیوں کی آواز آتی ہے یہ وہ ہے جو خدا کو مانتا ہے۔ اور بھی سائنس دان اب ماننے لگے ہیں پہلے سے بڑھ گئے ہیں لیکن جس شان کے ساتھ آپ نے خدائے واحد و یگانہ کے ایمان کا حق ادا کیا ہے اور اس جھنڈے کو بلند کیا ہے ویسا کوئی اور سائنس دان اس جیتی دنیا میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا اور پھر خدائے واحد و یگانہ کی عظمت کے نتیجے

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات:
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Hauptfiliale
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

میں جو انکسار پیدا ہوتا ہے وہ پوری طرح آپ کی ذات میں ہمیشہ رہا۔ نظام جماعت کے سامنے خادمانہ حیثیت کی حفاظت کی ہے۔

اب میں ان کی عمر کے لحاظ سے چھوٹا، علم کے لحاظ سے تو دنیا کے علم کے لحاظ سے تو حیثیت ہی کوئی نہیں مگر جب مجھ سے گفت و شنید کرتے تھے، ملتے تھے وہ عزت و احترام کے تمام تقاضے جو خلافت سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں ان کو اس طرح پورا کرتے تھے کہ میں حیران رہ جاتا تھا اور باتوں میں مشورہ کر کے وہ کہتے تھے جو میں کہتا تھا وہ کرتے تھے جو میں بیان کرتا تھا یا مشورہ نہیں لیں گے، مشورہ لیں گے تو قبول کریں گے اس کو۔ غرضیکہ مجھے ان کی انکساری کو دیکھ کر رشک آتا تھا کہ کتنا بڑا عالم ہے سائنس کے مضامین میں۔ سوچیں میں ان سے بحث کر رہا ہوں یہ نہیں کبھی کہا کہ آپ کو پتہ کچھ نہیں، آپ کو حساب بھی نہیں آتا تو آپ مجھ سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ مگر انتہائی توجہ سے بات سن کر دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ رفتار کے اوپر بحث چلی کہ سائنس کا یہ اور خاص طور پر حساب دانوں کا یہ قطعی نظریہ ہے کہ روشنی کی رفتار سے کوئی چیز آگے نہیں بڑھ سکتی تو میں نے ان سے کہا کہ یہ جو حد لگائی جا رہی ہے یہ میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے اوپر حد بندی نہیں ہو سکتی، خالق کے اوپر نہیں ہو سکتی۔ حساب کھول دیئے باقاعدہ۔ اپنا حساب دان کھول لیا اور نقشے بنائے اور دائرے بنائے اور بتایا کہ یہ دیکھیں حسابی رو سے ناممکن ہے اور فزکس کے نظریہ کے لحاظ سے بھی یہ ناممکن ہے۔ میں نے باتیں سمجھیں، میں نے کہا آپ نے جو باتیں کہی ہیں دلیل کے ساتھ کہیں ہیں میں دلیل کا انکار نہیں کر سکتا۔ مگر میں ایک اور بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ بتائیں کہ یہ ساری باتیں آپ کے اس کائنات کے تصور سے وابستہ ہیں اور مشروط ہیں جواب تک آپ پر ظاہر ہوا ہے اور کیا یہ درست نہیں کہ مادہ میڈیم ہے لہروں کے لئے اور اگر مادہ نہ بھی ہو تو کوئی میڈیم ہونا چاہئے اور میڈیم کی صفات ہیں جو رفتار طے کرتی ہیں تو کیا ایتھر کے علاوہ کوئی اور میڈیم بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ایتھر نہیں ہے تو پھر خود یہ محل نظر ہے کہ چیز حرکت میں کیسے رہتی ہے اور ویو (Wave) کیسے بنتی ہے جب کہ ویو (Wave) مادے کی صفت ہے اور حرکت کی صفت نہیں ہے۔ یہ باریک باتیں تھیں ڈاکٹر صاحب کو تو ایک لحہ نہیں لگا ان باتوں کو سمجھنے کا۔

مجھے انہوں نے جواب میں کہا کہ آئن سٹائن تو قائل ہے کہ ایتھر ہے اور ایتھر ہی کی صفات ہیں جو جلوہ گر ہیں مگر باقی سائنس دان قائل نہیں ہوئے ابھی اور ابھی تک قطعی ثبوت کوئی نہیں مل سکا۔ میں نے کہا مل سکتا ہے کہ نہیں؟ کہا کہ ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا اگر ایتھر کے سوا کوئی اور میڈیم ہو جس کی صفات مختلف ہوں تو رفتار بڑھ سکتی ہے!؟۔ انہوں نے کہا بڑھ سکتی ہے۔ میں نے کہا اب یہ بتائیں کہ اگر کسی چیز کو مادی میڈیم کی ضرورت نہ ہو اور وہ روحانی وجود ہو؟ اب خدا کی ہستی کے قائل تھے اس کا انکار کر ہی نہیں سکتے تھے تو اس کو کون سا قانون پابند کرے گا کہ اس کا پیغام روشنی کی رفتار سے ان گنت زیادہ تیزی کے ساتھ جہاں وہ پہنچانا چاہے پہنچا دے تو اس کے بعد وہ نہیں بولے پھر۔ صرف کہا ہاں اصولاً میں مان گیا ہوں یہ ٹھیک ہے یہ ہو سکتا ہے مگر معلوم دنیا میں اب تک جو ہے وہ یہی ہے اس سے میں انکار نہیں کر سکتا۔

تو اس رنگ میں ان کے اندر یہ حوصلہ تھا اور یہ انکسار تھا کہ بالکل ان پڑھ، سائنس کے ابتدائی علم سے بھی عاری انسان جس کا ماضی سے علم کا ان کے علم میں تھا کیا حیثیت رکھتا تھا کچھ بھی نہیں۔ اس سے اتنے بڑے مضامین کے اوپر بڑے حوصلے کے ساتھ گفتگو کرنا، اسے سمجھانے کی کوشش کرنا اور جب کوئی ایسی دلیل دی جائے جو ان کے اپنے عقیدے کے مطابق تسلیم ہونی چاہئے تسلیم کرلی، کر لیتے تھے تو یہ بھی رفعت کی علامت ہے یعنی انکسار، اور ان دونوں میں تضاد نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں تبھی سجدے کا رفعتوں سے تعلق ہے۔ رفعت (راء کی زیر کے ساتھ) لفظ عربی میں تو ہے مگر اردو میں بعض لوگ رفعت (راء کی زبر کے ساتھ) بھی کہہ دیتے ہیں اس لئے میں رفعت بھی کہہ دیا کرتا ہوں مگر اصل لفظ رفعت ہے۔ تو رفعتیں جو انسان کو عطا ہوتی ہیں ان کا انکساری سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ سجدے میں "ربی الاعلیٰ" کی دعا سکھائی گئی ہے۔ رب سب سے اعلیٰ ہے اور مراد یہ ہے کہ تم نے اس کے حضور جب ماتھا ٹیک دیا ہے جتنا نیچے ہو سکتے تھے ہو گئے ہو اب رب اعلیٰ کو یاد کرو تو تم اس سے فیض پاؤ گے اور رفعتیں حاصل کرنے والا اتنا ہی زیادہ جھکتا چلا جاتا ہے۔ یہ دونوں مضمون لازم و ملزوم ہیں۔ سب سے زیادہ انکسار دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دکھایا ہے اور سب سے زیادہ رفعتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔

پس ایک بڑے آدمی کے گزرنے کے ساتھ ان مفاہیم پر گفتگو ہونی چاہئے جو لوگوں کو بڑا بنانے والے ہیں اور سب کے لئے برابر پیغام رکھتے ہوں۔ اب علم کے لئے اگر میں کہہ بھی دوں کہ دعا کرو کہ اللہ ہمیں سو نوبل لارئیٹ عطا کر دے تو کیا اسکا آخری نتیجہ نکلے گا؟ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ جائیں گے جنہیں کسی مکتب میں بیٹھنے کی توفیق نہیں ملی۔ تمام صاحب علم انسانوں سے اور ذی روح، ذی شعور وجودوں سے علم میں آپ کا وجود آگے بڑھ گیا تو ان رفعتوں کے لئے کیوں نہ دعا مانگی جائے جس میں ہم سب برابر کے شریک ہو جائیں گے۔ چھوٹا بڑا غریب ایک تیسری دنیا کا آدمی، ایک ترقی یافتہ مغربی ملک کا باشندہ ان سب کے لئے قدر مشترک ہے کہ اصل علم کا منبع، اصل عزتوں کا منبع جس کا علم اور جس کی عزتیں باقی رہنے والی ہیں وہ اللہ کی ذات ہے اسی کی طرف جھکو، اسی کی طرف دل لگاؤ تم میں سے ہر ایک کو پھر وہ رفعتیں عطا ہو سکتی ہیں کہ جو اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔

تو اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے ان کو بہت بلند مرتبے عطا فرمائے اور ان کی رفعتوں کی جو جان ہے یعنی دعاؤں کا پھل وہ جان اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں اور نسلوں میں آگے جاری فرمائے۔ بعض بچے ان کی اولاد میں سے بہت سعید فطرت اور ایسا وجود رکھتے ہیں جن پر توقع سے نظریں پڑتی ہیں۔ ان کی بیٹی عزیزہ ہے، حمید الرحمان اور عزیزہ کا چھوٹا بیٹا جب بھی میں اس کو دیکھتا ہوں میں ان کو کہتا ہوں کہ اس میں تو مجھے ڈاکٹر سلام نظر آرہا ہے، ایک اور ڈاکٹر سلام۔ تو یہ میری مراد ہرگز نہیں کہ وہ صرف نوبل لارئیٹ بن جائے گا کسی وقت، میں جب کہا کرتا ہوں تو میں ان کو سمجھا رہا ہوں کہ میری یہ دعا ہوتی ہے کہ اللہ اس میں وہ خوبیاں پیدا کر دے جو روحانی رفعتوں کی علم بردار ہوتی ہیں اور روحانی رفعتوں کے مقابل پر دنیا کی رفعتوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتیں پھر اس کے صدقے میں نوبل لارئیٹ بھی بنے تو کیا کمی، کیا بات ہے سبحان اللہ، نور علیٰ نور یعنی نوبل لارئیٹ کے اوپر رضا کی نظر جب پڑے گی تو نور پر نور نازل ہو جائے گا تو یہ دعا اس بچے کے لئے تو میں کرتا ہی ہوں آپ بھی یاد رکھیں اور اپنی اولادوں کے لئے یہ دعا کریں۔ اگر دنیاوی طور پر عظمتیں اور رفعتیں مقدر میں نہیں ہیں تو صرف ایک بات ہم مانگتے ہیں کہ تیری نظر ان پر ایسی پڑے کہ ان کی پیدائش بھی سلام کی پیدائش ہو اور ان کا وصال بھی سلام کا وصال ہو۔

> **وہ انعام یافتہ جو خدا کے دربار سے انعام یافتہ ہو وہ تو اگر ان پڑھ بھی ہو تو ایسا انعام یافتہ بن سکتا ہے کہ تمام کائنات کے چوٹی کے علماء اور چوٹی کے اعزاز پانے والے اس کی جوتیوں کو اٹھانے میں فخر محسوس کریں**

"سلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا" جو حضرت مسیح کی دعا بچپن کی بتلائی گئی ہے وہ یہ وہ سلام ہے جس کے متعلق میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے ہی وہ سلام لکھ دیا تھا جو سلام موت کا سلام بھی بن گیا اور زندگی کا سلام بھی بن گیا۔ پس جب بھی خدا سے عظمتیں طلب کریں تو انکساری کی عظمتیں طلب کریں اور اس سلام کی عظمتیں طلب کریں جو آسمان سے اترتا ہے اور پھر وہ جس شکل میں بھی نازل ہو بہت ہی خوبصورت اور دلکش دکھائی دیتا ہے۔ لیکن کسی سے توقع رکھنا اور بات ہے اور اس توقع کا پورا ہونا ایک اور بات ہے۔ یہ دعا بھی ہونی چاہئے کہ اللہ ہر منزل کے خطرات سے بچا کر کسی شخص کو اپنی صلاحیتوں کے عروج تک پہنچائے۔ پس جن بچوں میں نجابت دیکھتا ہوں، اعلیٰ اقدار دیکھتا ہوں ان کی ذہانت ان کے چہرے بشرے سے ٹپکتی ہے ان کے لئے میں یہ دعا ضرور کرتا ہوں کہ خدا اس کو اس کے آسمانی نقطہ عروج تک پہنچائے۔

اب حضرت مصلح موعودؓ کی پیش گوئی میں یہ بہت ہی عارفانہ نکتہ ہے جو بیان ہوا ہے کہ ہر شخص کا ایک آسمانی نقطہ عروج ہے اور وہاں تک وہ بلند ہو سکتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا لیکن بھاری اکثریت ہے، اتنی بھاری اکثریت کہ شاید اس کو اعداد و شمار میں شمار ہی نہ کیا جا سکے جو اس نقطہ عروج سے نیچے رہ کر مر جاتی ہے اور کئی ایسے بھی ہیں جو اس نقطہ عروج کی طرف حرکت کرنے کی بجائے مختلف سمت میں حرکت کرتے ہیں۔ اس مضمون کو قرآن کریم کی اس آیت نے کھولا ہے اور میں بارہا سمجھا چکا ہوں "ولو شئنا لرفعناه بها ولکنه اخلد الی الارض" ایک بدنصیب کا ذکر قرآن کریم فرماتا ہے اگر اللہ اسے چاہتا تو جو صلاحیتیں ہم نے عطا کی تھیں ان کے نتیجے میں اسے اس نقطہ عروج آسمانی کی طرف بلند کر لیتا جو اس کا منتہیٰ تھا "ولکنه اخلد الی الارض" وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

پس آغاز اچھا ہونا ذمہ داریاں بھی یاد دلاتا ہے اور دعاؤں کی ذمہ داریاں بھی یاد دلاتا ہے کہ ایسے وجود جن پر تمہاری محبت اور پیار اور شفقت کی نظر ہو جن سے تم توقعات رکھتے ہو کب تک تم ان کی حفاظت کر سکو گے، کب تک ساتھ دو گے، کب تک یہ یقین رکھو گے کہ دنیا کے اثرات اسے اپنی طرف نہیں کھینچ لیں گے اس لئے یہ دعا بھی لازم ہے کہ اسے نیک انجام تک اللہ پہنچائے اور اس نقطہ نگاہ سے سب سے پیاری دعا جو میری زندگی کی جان ہے جس کے لئے میں کئی دفعہ، بعض دفعہ لوگوں کو رمضان سے پہلے بھی عاجزانہ خط لکھ کر خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں وہ یہ دعا ہے کہ ان میں شامل کر دے جن کے لئے آسمان سے یہ آواز اٹھے، ان کا استقبال اس لازوال آواز کے ساتھ ہو "یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی فی جنتی" تو جسے یہ نیک انجام نصیب ہو جائے اس سے بہتر کیا انسان تصور کر سکتا ہے۔

پس اس جانے والی پاک روح کے لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو ان لوگوں میں شمار فرمائے جن کی وفات کے وقت یہ آواز کان میں سنائی دی ہو، جس کی روح سے خدا اس طرح مخاطب ہوا ہو اور ان کی اولاد کو بھی وہ وجہ عظمت عطا کرے جو تعلق باللہ کی وجہ ہے۔ جہاں تعلق باللہ وجہ عظمت بنتا ہے، جہاں رفعتیں سجدے میں مضمر ہیں، جہاں ربی الاعلیٰ کی دعا اس طرح اٹھتی ہے کہ انسان پھر ادنیٰ رہ ہی نہیں سکتا، وہ اعلیٰ سے تعلق جوڑ کر ضرور اعلیٰ بنایا جاتا ہے۔ یہ دعائیں اپنے لئے بھی، اپنی اولادوں کے لئے، سب گزرے ہوئے اور آئندہ لوگوں کے لئے بھی کریں کیونکہ جزا کا وقت تو ابھی باقی ہے یعنی آخری فیصلے تو قیامت کے دن ہونے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ عظمتیں نصیب فرمائے اور پھر اپنے نشان کے طور پر

دنیاکی برکتیں بھی بخشے کیونکہ دنیاکی آنکھ ان باتوں کو دیکھتی نہیں ہے مگر جب خداکی عظمتیں دنیا کے نشانوں میں ظاہر ہوتی ہیں تب وہ آنکھیں کھلتی ہیں اور ان باتوں کو دیکھنے لگتے ہیں۔

اب میں مختصراً کچھ یہ مضمون جو تھامیں نے جیساکہ عرض کیاتھالمبا مضمون ہے اس کے جو پہلو میرے ذہن میں تھے وہ پورے تومیں بیان نہیں کر سکامگر امید ہے مرکزی نکتہ احباب جماعت کو سمجھ آگیاہو گا۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے احوال کاخلاصہ یہ ہے کہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے تھے۔ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب جو صاحب رویاء وکشوف بزرگ تھے ان کا نکاح بھی حضرت مصلح موعودؓ نے پڑھایا تھا، ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ بیگم تھا۔ یہ حکیم فضل الرحمٰن صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ حکیم فضل الرحمٰن وہ مبلغ ہیں جو تیئس سال تک اپنی جوانی میں اپنی بیوی سے الگ رہے اور اف تک نہیں کی کبھی۔ افریقہ کے جنگلوں میں زندگی گزاری۔ نہایت پاکباز اور بہت ہی با اخلاق اور جاذب نظر شخصیت تھی۔ یہ ہمارے امریکہ کے ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کے خالو تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ماموں اور ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب کے خالو تھے۔ ثریا بیگم جن کاوصال ابھی ہوا ہے جن کی نماز جنازہ پڑھائی تھی ان کی ہمشیرہ ڈاکٹر حمید الرحمان کی والدہ تھیں۔ تو یہ خاندان آپس میں اس طرح بڑے قریبی تعلق میں بندھا ہوا ہے اور بہت پاک روایتیں ہیں جو اس خون میں جاری ہیں۔ پس دعا کریں کہ یہ آئندہ بھی ہمیشہ جاری رہیں۔

بہت سے پاک اور نیک انجام ہیں جن کی بنیادیں بعض دفعہ انسان کی پیدائش سے پہلے ڈال دی جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی انہی وجودوں میں سے ایک وجود ہیں

وہ مجھے جو یاد تھاکہ رویامیں دیکھاتھاوہ رویانہیں بلکہ کشفی طور پر آپ کو یہ دکھایا گیاتھایہ نوٹس ہیں ان میں لکھا ہے "تین جون ۱۹۲۵ء کو خداتعالیٰ نے کشفی طور پر دکھلایا کہ ایک فرشتہ ظاہر ہوا جس کے ہاتھوں میں ایک معصوم بچہ تھا، فرشتے نے وہ بچہ چوہدری محمد حسین صاحب کو پکڑا دیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے آپ نے اس بچے کا نام پوچھا تو آواز آئی عبدالسلام"۔ یہ رؤیا انہوں نے جب لکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کو بھجوائی اور نام کی درخواست کی تو آپ نے لکھا "جب خداتعالیٰ نے خود نام رکھ دیا ہے تو ہم کیسے دخل دیں" یعنی یہ بات حضرت مصلح موعودؓ کا لکھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کی رویا اور کشوف کی سچائی پر آپ کو کامل یقین تھا اور ویسے بھی انکسار کا پھر یہی تقاضا ہے جب کہہ دے خدا نے نام رکھ دیا ہے مگر محض اس وجہ سے نہیں مجھے یقین ہے کہ چونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایک صاحب کشف انسان ہیں اس لئے یہی لکھنا اس وقت یا صرف یہی لکھنا جائز تھا کہ جب خدا نے نام رکھ دیا تو ہم کیسے دخل دیں۔

چنانچہ پھر یہ بڑھے ہیں تو اللہ کے فضل سے دعاؤں کے ساتھ۔ اب یہ اتفاقی بات نہیں ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ باقی بھی تو بہن بھائی ہیں ان کا تعلیمی کردار، بڑے ذہین ہیں، ہوشیار بھی ہیں، اچھے اچھے مرتبے حاصل کئے، کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ ایسا ہے جیسے کوئی چیز شوٹ (Shoot) کر کے ایسا اوپر نکل جاتی ہے کہ باقی سب چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں اس کے مقابل پر، کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہر میدان میں ایسے ایسے انہوں نے میڈل بچپن سے حاصل کرنے شروع کئے ہیں، ریکارڈ پر ریکارڈ توڑتے چلے گئے ہیں اور بعض ایسے ریکارڈ جو پھر اور ہو ہی نہیں سکتے۔ جب سوفیصدی نمبر لے لوگے تو ریکارڈ کیسے ٹوٹے گا۔ اور پھر جب پاکستان میں ناقدری کی گئی تو انگلستان میں آئے اور انگلستان کی حکومت کی فراخدلی ہے یا قدر شناسی کہنا چاہئے، فراخ دلی کا سوال نہیں، انہوں نے بڑی عزت کا سلوک کیا امپیریل کالج کی پروفیسر شپ کی سیٹ عطا کی اور مسلسل ان کے ساتھ بہت ہی عزت اور احترام کا سلوک جاری رکھا ہے۔

پھر اٹلی نے آپ کی عزت افزائی کی۔ انہوں نے جو ایک تحریک کی کہ میرے نزدیک وہاں ٹرائسٹی میں ایک سنٹر بنانا چاہئے سائنس کے فروغ کا تو حکومت اٹلی نے بڑا حصہ خرچ کا ادا کیا پھر دوسرے اداروں نے بھی اس میں حصہ لیا اور خاص طور پر غریب ممالک کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں دے کر ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کو نقطہ عروج تک پہنچانا یہ آپ کا مقصد تھا اور اس میں قطعاً مذہبی تعصب کا اشارہ تک بھی نہیں تھا۔ غیر احمدی، پاکستانی، غیر پاکستانی، پولینڈ کے لڑکے، عیسائی، دہریہ سب پر یہ فیض برابر تھا جو رحمانیت کا فیض ہے اور اللہ کے فضل سے اس کے ساتھ بنی نوع انسان کو بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ اب تعلیمی ڈگریاں اور میڈل بیان کرنے کا تو وقت نہیں ہے میں نے جو چیزیں اہمیت کی سمجھیں وہ بیان کر دیں۔ اب یہ ہمارا بہت ہی پیارا علموں کا خزانہ، دنیاوی علوم میں بھی، روحانی علوم میں بھی ترقی کرنے والا ہمارا پیارا ساتھی اور بھائی ہم سے جدا ہوا۔ اللہ کے حوالے، اللہ کے پیار کی نگاہیں ان پر پڑیں اور ان کو سنبھال لیں اور اس کے علاوہ ان کی اولاد کے لئے بھی یہی دعا کریں کہ خدا ان سے ہمیشہ حسن سلوک رکھے، شفقت اور رحمت کا سلوک رکھے اور ان دعاؤں کو آگے بھی، ان کے خون میں، ان کی نسلوں میں جاری کر دے جو ان کے حق میں قبول ہوئیں۔

اب آپ کے سامنے ایک اور ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہمارے بہت ہی پیارے مخلص فدائی امریکن دوست کا ذکر ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر تھے، پی ایچ ڈی تھے، برادر مظفر احمد ظفر جو امریکہ کے نائب امیر تھے۔ یہ بھی انتہائی منکسر المزاج اور بے حد مستعد خدمت کرنے والے۔ اور پی ایچ ڈی تھے مگر اپنے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھتے تھے اور ڈیٹن میں پروجیکٹ کیور (Cure) کے ڈائریکٹر تھے۔ مجھ سے بہت پرانا تعلق ہوا ہے جلسہ سالانہ پر ان کے آنے کی وجہ سے اس کے بعد یہ مسلسل بڑھتا رہا کیونکہ ان کے اندر بہت گہری خوبیاں تھیں اور بڑا روشن دماغ تھا۔ امریکنوں کے مسائل کو جس وضاحت کے ساتھ یہ سمجھتے تھے بہت کم ہیں جن کو اتنا عبور تھا اور ان مسائل میں جب ان سے گفتگو ہوئی تو میں نے ہمیشہ اس سے فائدہ اٹھایا اور مستعد ایسے کہ جب میں وہاں جایا کرتا تھا تو میری حفاظت کے تعلق میں جو انسانی کوششیں ہوتی ہیں ان کے یہ انچارج ہوا کرتے تھے، دن رات لگتا تھا ایک لحہ بھی نہیں سوتے۔ جب نکلتا تھا یہ سامنے مستعد کھڑے ہیں۔

اور پھر ڈرائیونگ کرنی اور بہت تیز۔ میں نے کئی دفعہ سمجھایا کہ خدا کے لئے کچھ آرام کر لیا کریں۔ ورنہ آپ کو کیا، مجھے صدمہ پہنچے گا۔ تو پھر تھوڑا سا وعدہ کیا اچھا اچھا میں خیال رکھوں گا مگر کئی دفعہ یہ ہوا کہ اپنا کام کر کے پیچھے رہ گئے اور میں نے ذکر کیا کہ اوہو ہم تو یہاں بیٹھے انتظار کر رہے ہیں، کھانا بھی کھانا تھا ان کے بغیر مزہ نہیں آئے گا وہ تو بہت پیچھے رہ گئے ہیں تو ابھی بات ختم نہیں ہوئی کہ سامنے آ کھڑے ہوئے۔ وہ ہوا کی طرح چلتے تھے ڈرائیونگ میں اور مزہ یہ ہے کہ پکڑے نہیں جاتے تھے۔ دعائیں کرتے ہوئے جاتے ہونگے تو خدا کا غالب قانون جو ہے وہ دنیا کے قانون پر غالب آ کر ان کی حفاظت فرمالیتا تھا۔ کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا خدا کے فضل سے۔ تو چند دن بیمار رہ کر اچانک جو جگر کا کینسر تھا جس کا علم بعد میں ہوا جس کی وجہ غالباً ان کا صبر ہے۔ انہوں نے معلوم ہوتا ہے عمداً بتایا نہیں، ابتدائی علامتوں کا ذکر بھی کسی سے نہیں کیا۔ اس وقت پتہ چلا جب وہ آگے بڑھ چکا تھا اور ان کا وصال میرے لئے بہت گہرے صدمے کا موجب بنا ہے مگر یہ صدمے تو انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ "یبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" یہی پیغام ہے جو ہمیشہ سہارا بنتا ہے۔ ان کی بیگم سسٹر رضیہ بھی غیر معمولی اخلاص رکھنے والی، مستعد اور بہادر خاتون ہیں۔ عورتوں میں وہ یہ ڈیوٹی دیا کرتی تھیں، ان کے اوپر ان کو ظاہر ہے کہ زیادہ اعتماد تھا۔ ایک دفعہ مجھے یوں لگا جیسے اچانک پیچھے سے کوئی دور جا پڑا ہے۔ تو دیکھا تو پرائیویٹ سیکرٹری ان کے کندھے کا شکار ہوئے تھے۔ ان کو حکم تھا کہ اس لائن سے آگے کوئی مرد نہیں جائے گا۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ پرائیویٹ سیکرٹری یا کون ہے وہ لائن آئی ہے تو یوں کندھا مارا ہے کہ پرائیویٹ سیکرٹری لڑھکتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ تو بڑی مستعد تھیں ماشاء اللہ۔ اب بھی مستعد ہیں، مستعد رہیں گی انشاء اللہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے بہت دعا کریں۔

دیگر مرحومین جن کا جنازہ آج جمعہ کے بعد پڑھا جائے گا ان میں سرفہرست ہمارے صادق صاحب مرحوم شہید ہیں۔ ان کا ذکر مختصر ضروری ہے۔ بہت ہی پیارا وجود تھا، بڑی بہادری سے اپنی جان جان آفریں کو پیش کی ہے خدمت دین میں، دعوت الی اللہ میں۔ یہ وہ ہیں جن کے والد ۱۹۶۵ء میں احمدی ہوئے تھے۔ کٹر اہل حدیث علاقہ ہے وہ اور وہ چونکہ صاحب اثر تھے، سب سے پہلے ان کے بھائی احمدی ہوئے تھے ان کی تبلیغ سے والد احمدی ہوئے تھے۔ یہ اور ان کے ایک بھائی میاں عنایت اللہ تھے جو اس وقت تو سینے میں گھونٹ کر اپنے بغض چھپاتے رہے جب تک والد زندہ تھے۔ ان کے سامنے سر اٹھانے کی ان کو مجال نہیں تھی مگر ان کے وصال کے فوراً بعد انہوں نے شدید مخالفت شروع کی اتنی شدید مخالفت کہ اپنے بھائی جو ایمان لایا تھا باپ سے پہلے ہدایت اللہ صاحب ان کی زندگی اجیرن کر دی لیکن پھر آخر خود احمدیت کی صداقت کا ۱۹۷۴ء میں شکار ہوئے۔ جب ۷۴ء کی تحریک زوروں پر تھی اور شور تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اب ایسی دیوار سی بن گئی ہے کہ کوئی احمدی نہیں ہو سکتا تو یہ مخالف پھلانگ کر امن کے دائرے میں آگیا اور اس کے بعد سے پھر ایک ننگی تلوار تھے احمدیت کی تبلیغ میں، احمدیت کا پیغام پہنچانے میں۔ انہی کی تبلیغ سے محمد اشرف صاحب آف جلہن ضلع گوجرانوالہ وہ بھی کٹر اہل حدیث علاقہ کے تھے وہ احمدی ہوئے اور جب وہ احمدی ہوئے تو پھر اس علاقے کے مولویوں اور دوسروں سے برداشت نہیں ہوا۔ سب سے پہلے انہوں نے اشرف کو شہید کیا اور اس کے بعد ان پر نظر رہی لیکن انہوں نے عین ان کے گڑھ میں جا کر تبلیغ جاری رکھی چنانچہ پچھلے ایک دو سال کے اندر جب میں نے تحریک کی ہے دعوت الی اللہ کی تو خدا کے فضل سے پندرہ اہل حدیث کو بڑا مضبوط احمدی بنانے کی ان کو توفیق ملی۔ آخر یہ معاملہ

Muslim TV AHMADIYYA

SATELLITE WAREHOUSE

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

S. M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

دشمنوں کی برداشت سے باہر نکل گیا تو یہ جمعہ پر جارہے تھے تو ایک پل پر جہاں دشمن تاک لگائے بیٹھا تھا انہوں نے گولیاں برسا کر یا کارتوسوں کے فائروں سے ان کو وہیں چھلنی کر دیا۔ وہیں شہید ہوگئے۔ تو ان کی جو واپسی ہے بڑی عظیم واپسی ہے۔ ایسی واپسی ہے جس کی قرآن ضمانت دے رہا ہے کہ یہ تو مرے بھی نہیں یہ تو زندہ رہنے والے وجود ہیں ان پر نہ تم رونا۔ اپنی فکر کرو کہ تم کیسے واپس جاتے ہو۔ یہ تو ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ تو ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سارا خاندان بڑا بہادر ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ ان کی اولاد میں بھی وہی رنگ ہیں عظمت کے جو خلوص سے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا سے پیدا ہوتے ہیں۔

اب باقی جو نماز جنازہ پڑھی جائیں گی ابھی نماز جنازہ ادا ہوگی جن کی وہ غلام رسول صاحب معلم اصلاح و ارشاد ہیں جو ہمارے مبارک احمد ظفر صاحب جو اس وقت نائب وکیل المال ہیں ان کے یہ والد ہیں۔ بہت سادہ مزاج میں جانتا تھا انہیں بہت اچھی طرح۔ ساری عمر بالکل سادہ کپڑوں میں دیکھنے والا پہچان بھی نہیں سکتا تھا کہ کیسا انسان ہے مگر ساری اولاد کی تربیت بہت ہی پیاری اور اعلیٰ درجہ کی کی ہے اور کبھی کسی کے خلاف شکوہ زبان پہ نہیں آیا۔

عنایت علی صاحب کھاریاں، ہمارے اخلاق انجم صاحب کے والد۔ یہ بھی وہ مبلغین ہیں جن کے والدین یا بزرگوں کو میں نے آج جنازے کے لئے چنا ہے۔ جو دین کی خاطر باہر تھے پیچھے ان کے بزرگوں کی وفات ہوئی ہے یا ملا تو آخری موقع جانے کا ملا۔ مسعودہ بیگم صاحبہ عبدالسلام صاحب ٹیلر ماسٹر ربوہ کی بیگم اور عبدالمنان طاہر صاحب کی والدہ۔ وہ بھی آپ کے مبلغ ہیں جو یہیں اس وقت کام کر رہے ہیں۔ اور راؤ محمد اکبر صاحب جو یہاں آیا کرتے تھے اکثر جلسے پر بڑے ہی فدائی اور بہادر انسان۔ اپنے علاقے میں یہ احمدیت کے لئے بلاشبہ ایک پر رعب ننگی تلوار تھی جس کی مخالفت کی وہاں جرات نہیں ہوتی تھی پوری۔ اندر اندر مخالفتیں ہوتی تھیں ادھر ادھر لوگوں کو تنگ کیا جاتا تھا مگر راؤ صاحب کے کڑاکے کے سامنے کیونکہ ان کی برادری ان کے ساتھ ہوتی تھی۔ بڑی بہادر اور لڑائی کرنے والی برادری یعنی ان پر ہاتھ ڈالنے کا موقع نہیں ملتا تھا جس طرح پرانے زمانوں میں ہوا کرتا تھا جاہلیت میں کہ کوئی نبی اگر کسی بڑے قبیلے کا فرد ہو تو کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہم تجھے چھوڑ رہے ہیں تو ان کا بھی چونکہ قبیلہ مضبوط تھا اس لئے ان کو جرات ہوتی تھی اور اپنے قبیلے کی خاطر کبھی بھی انہوں نے احمدیت کا پیغام چھپایا نہیں تو یہ بھی اچانک وفات پاگئے ہیں۔ بہت ہی پیارا مخلص انسان تھا، بہت تبلیغ کرنے والے۔ اللہ ان سب کو غریق رحمت فرمائے۔ ابھی نماز جمعہ کے معاً بعد انشاء اللہ ہم ان سب کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

ایک نام رہ گیا ہے ایک مربی نہیں دو مربیوں کی والدہ ہیں جو فوت ہوئی ہیں۔ ایک ہمارے ملک محمد اکرم صاحب مربی مانچسٹر کی والدہ رضیہ بیگم بھی وفات پاگئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کو بھی نماز جنازہ میں شامل رکھیں۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحدید کی آیات ۱۹ و ۲۰ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج کا خطبہ جیسا کہ کل ہندوستان کے جلسہ کے افتتاحی خطاب میں ذکر کیا تھا وقف جدید کے لئے وقف ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وقف جدید کا آغاز ۵۶ء یا ۵۷ء سے ہے مگر بیرون پاکستان چندوں کے لحاظ سے اسے ممتد کرنے کا آغاز چند سال پہلے ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ جب میں نے یہ تحریک کی تو اس وقت ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنی بڑی ضرورتیں پیدا ہونے والی ہیں۔ بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ یقیناً یہ تحریک اللہ کی طرف سے دل میں ڈالی گئی تھی کیونکہ اچانک تبلیغ میں اتنی تیزی پیدا ہوگئی کہ افریقہ اور ہندوستان کی بڑھتی ہوئی تبلیغی و تربیتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بہت بڑی مالی رقم کی ضرورت تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات قرآنی کے مضامین کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خدا کی راہ میں مالی قربانی پیش کرنے والوں کے لئے ان کے جس نور کا ذکر یہاں کیا گیا ہے اس سے مراد ان کے دل کی وہ پاکیزگی اور صفائی ہے جس کے ساتھ وہ قربانی پیش کرتے ہیں اور جتنا وہ نور بلند اور خالص ہوگا اسی حد تک ان کے اجر کو بڑھایا جائے گا اور اعزاز بخشا جائے گا۔ صدیقیت اور شہادت کے جن مراتب کا یہاں ذکر ہے ان کا تعلق بھی نور سے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مالی قربانی کے جو مرتبے ہیں ان کو سمجھے بغیر حقیقت میں مالی قربانی کا جذبہ صحیح طریق پر بیدار نہیں ہو سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ قربانیاں دیکھا دیکھی بھی کی جاتی ہیں اور مسابقت کے جذبہ کے تحت بھی کہ قرآن کریم نے ہمارا مطمح نظر ایک دوسرے سے نیکیوں میں مسابقت قرار دیا ہے مگر اس اعلیٰ نیت کے باوجود اس سے بھی بلند تر نیتیں ہیں یعنی خالصۃً اللہ کی رضا کی خاطر قربانیاں دی جائیں اور کوئی بھی چندہ ایسا نہ ادا کیا جائے جس میں خدا کی محبت کی آمیزش شامل نہ ہو۔ اگر یہ شامل ہو جائے تو پھر آگے بڑھنے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ نیکیوں کو نور بنانے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی میں اللہ کی محبت اثرانداز ہو یعنی نیکیاں اللہ کی محبت سے پھوٹیں۔ اس پہلو سے مختصر نصیحت یہی ہے کہ ہمیشہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں پہلا مرتبہ دیا کریں اور اس کے حوالہ سے قربانیاں دیا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ وقف جدید کا یہ ۴۱واں سال ہے۔ یکم جنوری ۹۷ء سے ہم ۴۲ویں سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ اس وقت ممالک کی تعداد ۱۵۲ یا اس سے اوپر ہو چکی ہے لیکن صرف ۵۶ ممالک کی طرف سے وقف جدید کی رپورٹوں کا ملنا بتاتا ہے کہ تربیت کا کتنا بڑا کام ہے۔

حضور نے فرمایا کہ وقف جدید میں جو بیرون کا چندہ ہے وہ تمام تر ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے یہاں تک کہ پاکستان سے بھی جو وقف جدید کے چندوں میں بچت ہوتی ہے وہ بیرونی ممالک میں بھیجنے لگے ہیں اور ان کو یہ سعادت حاصل ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بیرونی دنیا کا چندہ پاکستان، بنگلہ دیش، اور ہندوستان کے چندوں سے بہت بڑھ چکا ہے اور عین اس وقت یہ رقم ملی ہے جب کہ ضرورت بہت شدید ہوگئی تھی۔ افریقہ میں جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدی ہوئے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر ڈش انٹیناز کے مراکز قائم کرنے، مساجد بنانے اور مقامی ضرورت کے مطابق معلمین تیار کرنے کے لئے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی کم سے کم ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بھی کتنی رقم کی ضرورت ہوگی۔

حضور نے بتایا کہ وقف جدید کی مالی قربانی میں سرفہرست آج امریکہ ہے۔ تمام دنیا کی وصولی ملاکر دس لاکھ چورانوے ہزار ۳۶۱ پاؤنڈ ہے اس میں سے صرف امریکہ کی وصولی پانچ لاکھ ۶۴ ہزار ۱۶۱ پاؤنڈ ہے۔ یعنی تمام دنیا کے چندوں سے اکیلا امریکہ آگے بڑھ گیا ہے۔ آج سے دس سال پہلے سارے امریکہ کا کل چندہ اتنا نہیں تھا جتنا آج صرف وقف جدید کا ہے۔ یہ توفیق کیسے بڑھی؟ حضور نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے جو عمومی وعدہ تھا کہ "ہم بڑھائیں گے" اس سے یہ مضمون بھی سمجھ آیا کہ ہم تمہارے حوصلے بڑھائیں گے، اپنی راہ میں خرچ کی توفیق بڑھائیں گے اور کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہونگے جو تمہیں مجبور کردیں کہ پہلے سے کم ہو جاؤ۔

حضور نے بتایا کہ ۹۶ء۔۹۵ء میں ۶ لاکھ ۵۵ ہزار ۱۷۲ پاؤنڈز کے وعدوں کے مقابل پر دس لاکھ ۹۴ ہزار ۳۶۱ پاؤنڈز کی وصولی ہوئی ہے۔ اسی طرح وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی بہت برکت ملی ہے۔ گزشتہ سال ایک لاکھ ۴۶ ہزار ۴۴۲ افراد شامل ہوئے تھے اس سال ایک لاکھ ۶۷ ہزار ۹۹۴ افراد شامل ہوئے ہیں۔ ہزارہا کی تعداد میں ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا چسکا پیدا ہوا ہے۔

حضور نے امریکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دس سال پہلے امریکہ کا کل بجٹ ۸ لاکھ ۲۵ ہزار ڈالر تھا اور اب صرف وقف جدید کا بجٹ ۹ لاکھ ۳۶ ہزار ۵۰۸ ڈالر ۳۰ سینٹ ہے۔ خدا نے جماعت کے اخلاص اور کوششوں میں بہت برکت دی ہے۔ صرف ان باتوں میں ہی نہیں اور بھی بہت سی باتوں میں امریکہ کا قدم ترقی کی طرف ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تاہم ابھی بھی وہاں ایسے احمدی موجود ہیں جن کو اگر آمادہ کیا جائے تو خدا ان کی مالی قربانی کی توفیق اور بھی بڑھائے گا۔ ابھی بھی ان کی قربانی ان کی استطاعت سے پیچھے ہے۔ حضور نے بتایا کہ وقف جدید میں قربانی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر پاکستان، تیسرے نمبر پر جرمنی، چوتھے پر برطانیہ، پانچویں پر کینیڈا ہے۔ برطانیہ اور کینیڈا کا فرق تھوڑا رہ گیا ہے۔ ہندوستان کی ۲۴ ہزار ۵۲۷ پاؤنڈز کی وصولی ہے جو ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے تعجب انگیز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انڈونیشیا کی قربانی اپنی توفیق سے پیچھے ہے۔ وہاں ابھی تک نظام جماعت میں پوری بیداری نہیں ہے ورنہ امریکہ یا ہندوستان کے مقابل پر انڈونیشیا کے اخلاص کی حالت کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ حضور نے بیرونی ممالک کے علاوہ پاکستان کے اضلاع کا مالی قربانی کا موازنہ بھی پیش فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ وقف جدید کے کام کو تیزی سے آگے بڑھائیں اور منظم کریں۔ وہاں اکثر تبلیغ وقف جدید کے ذریعہ ہورہی ہے جن صوبوں میں تبلیغ کے لحاظ سے کمزوری ہے ان کی طرف متوجہ ہوں۔ وقف جدید کے نظام کو جو باہر سے طاقت مل رہی ہے کوشش کریں کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اس مدد کے محتاج نہ رہیں۔

حضور نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک ارشاد کے حوالہ سے وقف جدید کے نظام کو اس طرف توجہ دلائی کہ لوگوں کو یاد دلاتے رہیں کہ وقف جدید کا تعلق ولایت سے ہے۔ اس پہلو پر نظر رکھیں کہ اولیاء اللہ جماعتوں میں پیدا ہو رہے ہیں یا نہیں؟

حضور نے بتایا کہ یورپ میں نئی ضرورتیں پیدا ہو رہی ہیں خصوصیت سے مشرقی یورپ میں جماعتی مراکز کا قیام، نئی مساجد بنانا ایسے کام ہیں جن کے لئے مالی ضرورتیں درپیش ہیں۔ یہ ایسی ضرورت نہیں ہے جو مستقل چندے کے طور پر پیش کی جائے۔ خصوصیت سے البانیہ اور بوسنیا میں فوری ضرورتیں ہیں۔ اس غرض سے حضور نے ۱۵ لاکھ ڈالر کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ میں اس تحریک کو اس طرح پیش کرتا ہوں کہ وہ سب احمدی جو عام چندوں میں حسب سابق حصہ لے رہے ہیں اور مزید بوجھ اٹھانا ان کے لئے ممکن نہیں وہ تبرک کے طور پر کچھ نہ کچھ حصہ لے کر اس میں شامل ہو جائیں اور وہ صاحب حیثیت جن کو خدا نے توفیق عطا فرمائی ہے وہ اپنی توفیق کے مطابق اس میں حصہ لیں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ پہلے سال اس رقم کا دو تہائی اور دوسرے سال بقیہ ایک تہائی وصول ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ان امیدوں اور دعاؤں کے ساتھ اور اللہ کے فضلوں اور احسانات پر توکل کرتے ہوئے ہم اس نئے سال میں داخل ہوتے ہیں جو وقف جدید کا ۴۲واں سال ہے۔

اجلاس کا آغاز سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی ہال میں تشریف آوری کے ساتھ دس بجے تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا جو مکرم فیروز عالم صاحب آف بنگلہ دیش نے کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھا۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب آف یوگنڈا کی ایک نظم جو انہوں نے اسلامی اصول کی فلاسفی کے حوالہ سے لکھی تھی مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پھر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اردو کلام میں سے منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ ساڑھے دس بجے حضور ایدہ اللہ کا خطاب شروع ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ الحمدللہ آج اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ قادیان دارالامان کے اس جلسہ کو جو آج شروع ہو رہا ہے ایک عالمی جلسہ بنا دیا۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا بلکہ گزشتہ چند سالوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ قادیان میں ہونے والے جلسہ کو کل عالم کا جلسہ بنا دیتا ہے۔ یہ جلسہ ۱۰۵واں جلسہ ہے۔

حضور نے بتایا کہ اس وقت قادیان میں ۲۱ ممالک کے نمائندے اکٹھے ہیں اور پانچ ہزار کے لگ بھگ حاضری ہے۔ پانچ زبانوں میں ترجمہ کا انتظام ہے۔ قومی ریڈیو اور ٹی وی کے علاوہ ۱۴ اخبارات کے نمائندے بھی وہاں موجود ہیں۔ پہلے اجلاس میں دو وزیر مملکت بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ قادیان کے ماحول سے بھی دور سے سکھ احباب ان جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ کئی سکھوں کے براہ راست حضور ایدہ اللہ سے خط و کتابت کے ذریعہ رابطے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ دائرہ پھیل رہا ہے اور جو تمنا تھی کہ کم از کم نظریاتی طور پر ماحول کو احمدیت کے رنگ میں رنگین کر سکیں، یہ امید پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ قادیان کے تقدس کا احساس بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ خدا تعالیٰ قادیان کو از سر نو وہ عظمت عطا فرما رہا ہے جو قادیان کے لئے لکھی گئی تھی مگر نظروں سے غائب تھی۔

حضور نے فرمایا کہ اس تعارف کے بعد ضمنی بات یہ ہے کہ ۱۹۹۱ء میں جب مجھے قادیان کے جلسہ میں خطاب کا اور شمولیت کا موقعہ ملا تھا یہی دن تھے یعنی ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ اور جمعرات، جمعہ اور ہفتہ۔ آج میں افتتاح کر رہا ہوں اور کل جمعہ کو وقف جدید کے سال کا آغاز ہو گا جو ۱۹۹۱ء میں بھی جمعہ کے روز خطبہ کا موضوع بنا تھا۔ پھر پرسوں اختتامی خطاب ہو گا۔ حضور نے فرمایا کہ اگرچہ بظاہر یہ اتفاقات ہیں مگر میں سمجھتا ہوں ان میں ضرور الٰہی حکمت پوشیدہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جلسہ بطور خاص ایک بہت ہی عظیم جلسہ ہے اور اس کو صرف ایک صدی کی اہمیت حاصل نہیں بلکہ آئندہ کم سے کم ایک ہزار سال تک یہ جلسہ جو ہر سو سال کے بعد آیا کرے گا ویسے ہی اہمیت کا حامل ہو گا لیکن دیکھنے میں اس کی شان و شوکت بڑھتی چلی جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ روحانی قدروں کو جانچنے کے لئے ظاہری پیمانے نہیں بلکہ روحانی پیمانے استعمال ہونے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک وہ جلسہ تھا جس سے اس مضمون کا آغاز ہوا ہے یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی کا، وہ جلسہ جو قادیان میں تو نہیں مگر لاہور کو قادیان بنانے والا جلسہ تھا، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مضمون پڑھ کر سنایا گیا اس کی اپنی سی شان ہے، اسے دہرایا نہیں جا سکتا۔ وہ کیفیتیں ہی اور تھیں۔

حضور نے مختصراً اس جلسہ کے اہم کوائف بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں اسلامیہ ہائی سکول میں جو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں واقع تھا یہ جلسہ ہوا۔ اس میں ۱۰ مذاہب کے ۱۶ نمائندگان نے شرکت کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔ جلسہ کے تین ایام میں ساڑھے انیس گھنٹے کے وقت میں سے ساڑھے سات گھنٹے اس مضمون پر صرف ہوئے لیکن ابھی صرف جلسہ کے پانچ سوالوں میں سے پہلے سوال کا جواب ہی مکمل ہوا تھا چنانچہ منتظمین جلسہ نے عوام الناس کے مطالبہ اور شدید اصرار پر جلسہ کا ایک دن اور بڑھا دیا جس میں اس مضمون کا بقیہ حصہ پڑھا گیا۔ حضور نے اس جلسہ کے منتظم سوامی شوگن چندر صاحب کا بھی ذکر فرمایا جو دنیا کو تیاگ کر خدا کا حقیقی گیان پانے کی غرض سے ہندوستان میں مختلف لوگوں کے پاس جاتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں انہوں نے ایک جلسہ منعقد کیا تھا کہ لوگ اپنے مذہب کی خصوصیات اس میں بیان کریں۔ حضور علیہ السلام سے ملنے کے بعد ان کی یہ خواہش زور پکڑ گئی کہ ویسا ہی ایک جلسہ پھر منعقد ہو۔ وہ کچھ عرصہ قادیان میں ٹھہرے۔ رفتہ رفتہ یہ تجویز ایک معین شکل اختیار کر گئی اور تمام اہم مذاہب کے نمائندے اس پر آمادہ ہو گئے۔ اگرچہ حضور علیہ السلام کے پاس اس مضمون کو لکھنے کے لئے بہت تھوڑا وقت رہ گیا تھا مگر آپ کا تمام تر انحصار اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ آپ نے بہت دعائیں کیں۔ آخر وہ دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ تیرا مضمون سب پر غالب اور بالا رہے گا اور اس جلسہ سے پہلے آپؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ اعلان فرمایا اور اشتہار دیا کہ یہ مضمون الٰہی تائید سے لکھا گیا ہے اور مقابل پر تمام مضمون ناکام و نامراد رہیں گے اور یہ سب پر غالب رہے گا۔ یہ اتنا بڑا دعویٰ تھا کہ اسے قبل از وقت مشتہر کرنا گویا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف تھا لیکن آپ کا دل اس قدر کامل یقین سے بھر گیا تھا کہ آپ کو ذرہ بھی پرواہ نہیں تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کے اس اشتہار کی وہ پرشوکت تحریر پڑھ کر سنائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خدا کی خاص تائید سے لکھا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کے اثرات سے متعلق حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کا وہ تبصرہ بھی بتایا جس میں آپؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ مضمون پڑھا گیا تو میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ہندو سکھ بلکہ عیسائی تک بے ساختہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے اور ہزاروں انسانوں کا یہ مجمع اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا کہ جیسے بے جان بت ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مضمون کسی ایک صدی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس نئے دور سے تعلق رکھتا ہے جو مسیح موعودؑ کا دور ہے اور یہ اس زمانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا مضمون ہے جو آخرین کا زمانہ ہے اور جب تک محمدؐ رسول اللہ کا دین سب دنیا پر غالب نہ آ جائے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اسلامی اصول کی فلاسفی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور رہے گی۔

حضور نے بتایا کہ سردست ۶۰ زبانوں میں اس کا ترجمہ مکمل کر لیا گیا ہے۔ ۴۳ زبانوں میں ترجمہ طبع ہو چکا ہے، ۵ زیر طبع ہیں، ۱۲ تراجم نظر ثانی کے مراحل میں ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی زبانیں ڈھونڈی جا رہی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایسی اہم بڑی بڑی زبانوں میں اس کتاب کا ترجمہ شائع ہو جائے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ دنیا میں کوئی بھی خطہ ایسا نہیں جہاں کے لوگوں تک اس کتاب کے مضامین پہنچنے کا انتظام نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان روحانی کتاب کے ترجمہ کا جو حق تھا وہ ادا کرنا بہت مشکل کام تھا اور بڑی ذمہ داری تھی۔ بعض مرکزی تراجم سے آگے مختلف زبانوں میں تراجم ہونے تھے۔ جہاں تک مجھے توفیق ملی میں خود ان میں شامل رہا اور بعض دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں نے وہ باتیں میرے سامنے رکھیں جن پر میری نظر نہیں پڑی تھی۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جو تراجم بھی اس وقت جماعت کے ہاتھوں میں ہیں وہ اللہ کے فضل سے نمائندگی کا حق رکھتے ہیں اور مضبوط اور قوی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اب تک ہم صرف دو لاکھ کی تعداد میں یہ تراجم شائع کر سکے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب تک یہ تقسیم نہ ہو جائیں اور میری تسلی نہ ہو جائے کہ اہل علم اور سعید فطرت لوگوں تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے پڑھے ہیں اس وقت تک خواہ مخواہ بڑی تعداد میں شائع کرنا بے مقصد باتیں ہیں۔ یہ بھی اعتماد نہیں کہ اگر یہاں سے اکٹھی بھجوائی جائیں تو وہاں جماعتوں میں حفاظت سے اکٹھی رکھی بھی جا سکیں گی یا نہیں اور محض رکھنے کے لئے ہم نے بھجوائی ہی نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے دنیا بھر کی جماعتوں کو ہدایت فرمائی کہ اس پہلو سے انتہائی کوشش کریں کہ جتنی کتابیں بھی ان کی زبانوں میں طبع ہو کر پہنچتی ہیں ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے اور تمام تر کلیۃً دانشوروں کے ہاتھوں میں اور ان تک پہنچائی جائیں جو سعید فطرت ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دو لاکھ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے نزدیک کم سے کم ایک ملین اس کتاب کو شائع ہونا چاہئے تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ خیال نہ کریں کہ مالی وسائل کے پیش نظر یہ کتاب کم شائع کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سامان فرماتا ہے۔ جب بھی جماعتوں کی طرف سے اطلاع ملی کہ ہم نے مزید اشاعت کا پروگرام مرتب کر لیا ہے ہم ان ہاتھوں تک یہ کتاب پہنچائیں گے جو ان کے مستحق ہوں تو جب یہ اطلاع ملے گی تو ان کی دوبارہ طباعت کر کے کتب ان کو مہیا کی جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ بھی تاکیدی ہدایت فرمائی کہ پہلی اشاعت کی مختصر رپورٹ ضرور بھجوائیں جو حقائق پر مبنی رپورٹ ہو۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض دفعہ جھوٹ بولے بغیر بھی حقائق چھپائے جاتے ہیں مثلاً جماعتوں کا کوٹہ بنا کر ان کی ذمہ داری لگا دی کہ اتنی اتنی کتب تقسیم کریں اور مرکز کو اطلاع کر دی کہ کتب تقسیم ہو گئی ہیں۔ جبکہ بعض اوقات وہ کتب جماعتوں میں پڑی رہتی ہیں اور جو آخری خواہش تھی اور جس طرح تقسیم ہونی چاہئے تھی اس طرح نہیں ہوتی۔ حضور نے فرمایا لیکن جہاں جہاں اللہ کے فضل سے اس کی مؤثر تقسیم ہوئی ہے وہاں سے حیرت انگیز Feed Back ہو رہی ہے۔

حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ اس نئے عالمی دور میں، اس نئی صدی کو فتح کرنے کے لئے "خربت خیبر" کا الہام اس کتاب کے ذریعہ پورا ہو گا۔ اس لئے پوری توجہ، محنت اور دعاؤں کے ساتھ ایک دفعہ اس کتاب کو تمام عالم میں تقسیم کر دیں پھر آپ دیکھیں کہ خدا کے فضل سے کس تیزی سے دنیا میں احمدیت کی طرف توجہ ہو گی۔ حضور نے فرمایا کہ آج بھی دنیا اسی طرح ان سوالوں کے جواب سے بے خبر ہے اور ہر دل میں یہ سوال اٹھتے ضرور ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے احمدیوں کو بھی اس کتاب سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب سے غفلت کی حالت سے گزر جانا اور اس سے استفادہ نہ کرنا ایک مجرمانہ غفلت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اسلامی اصول کی فلاسفی کے حوالہ سے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ عظیم معارف کو ایسی زبان میں پیش کریں کہ ان کو عامۃ الناس بھی سمجھ سکیں اور بڑے لوگ بھی ان کی عظمت کے قائل ہو جائیں۔ حضور انور نے اس کتاب میں جلسہ اعظم مذاہب میں پیش کردہ پانچ سوالات میں سے پہلے سوال کے جواب کے تعلق میں نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کے مضمون کو مزید وضاحت اور مثالوں کے ساتھ سادہ الفاظ میں سمجھایا۔ حضور نے بتایا کہ نفس لوامہ ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے اور اگر انسان اپنے نفس میں ڈوب کر حقیقت کو پانے کی کوشش کرے تو بہت حد تک برائی اور بھلائی کا امتیاز حاصل کر سکتا ہے۔ نفس لوامہ شریعت کے نزول کا محتاج نہیں ہے ہاں شریعت اس کی روشنی کو چمکاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت کے اندر موجود رہنے والا ایک محرک ہے جو نفس امارہ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے۔ جب نفس لوامہ غالب آ جائے تو نفس امارہ کی آواز دھیمی پڑ جاتی ہے۔ نفس مطمئنہ اس فتح کی حالت کا نام ہے جو جنگ کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ یہ طمانیت کی حالت دائمی ہے۔ اس حالت کے آنے کے بعد پھر اس سے واپسی نہیں ہوتی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کتاب کے مضامین کو سمجھنے کی توفیق بخشی ہے تمام دنیا کے احمدی بھی اسی طرح اس کتاب کے مطالب کو پا لیں۔ اگر یہ ہو تو یہ پوری صدی سنبھل جائے گی اور خدا کے مضبوط ہاتھوں میں آ جائے گی۔

حضور نے بتایا کہ جہاں جہاں اس کتاب کی مؤثر تقسیم کی گئی ہے وہاں سے تبصرے بھی آ رہے ہیں لیکن تمام دنیا کی جماعتوں سے اس کتاب کے دینے کے بعد رابطوں کی اطلاع نہیں آ رہی۔ حضور نے فرمایا کہ محض کتاب دے دینے سے مقصد پورا نہیں ہوتا جب تک اس کی پیروی نہ کریں اور یہ معلوم نہ کریں کہ اس کا کیا اثر پڑا ہے اور جو اثر پڑا ہے اسے سنبھال کر ان کی آئندہ ترقیات کے لئے کوشش نہ کریں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

سحری اور افطاری کے آداب

(عبدالماجد طاہر)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔

حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"من لم یجمع الصوم قبل الفجر فلا صیام له"

(ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب لاصیام لمن لم یعزم من اللیل)

جو فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

اسلام نے اعمال کی بنیاد نیتوں پر رکھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الاعمال بالنیات" کہ اعمال کا انحصار انسان کی نیت اور ارادہ پر ہے اس لئے اسلامی عبادات کے شروع کرنے کے لئے بھی اخلاص، نیت اور نیک ارادہ شرط ہے۔ یہی بات روزہ کے بارہ میں فرمائی ہے کہ اس کے لئے نیت کرنی چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ اور نیت کرکے سوئے۔

روزہ کی نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہوسکا کہ آج سے رمضان شروع ہو رہا ہے یا سویا رہا۔ صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہے تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا "جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کرلے اور جس نے کچھ کھاپی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے۔" (ابوداؤد۔ کتاب الصیام باب فی شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان)۔

نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرتے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کرسکتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔

"انه صلی اللہ علیه وسلم کان یدخل علی بعض ازواجه فیقول ھل من غداء فان قالوا لاقال فانی صائم"

(صحیح مسلم۔ کتاب الصوم باب جواز صوم النافلة بنیته من النھار)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جاسکتی ہے۔ گو حضور علیہ السلام کے یہ روزے نفلی تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھاکر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا، دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔ (البدر، ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء)

سحری کے آداب

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تسحروا فان فی السحور برکة"

(بخاری کتاب الصوم۔ باب برکة السحور)۔

اے مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

"السحور" سحر سے ہے جس کے معنے صبح کے ہیں اور "السحور" کا لفظ علی الصبح کھانا کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی۔ لیکن مسلمانوں کو سحری کا حکم ہوا اس کے فرق کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"فصل ما بین صیامنا و صیام اھل الکتاب اکلة السحر"

(سنن الدارمی۔ کتاب الصوم۔ باب فضل السحور)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔

یعنی مسلمان سحری کھاکر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔

سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے لیکن آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت میں ہے اور سنت یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا یہی طریق تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں:

"تسحرنا ثم قمنا الی الصلوٰۃ"

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

(ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب تاخیر السحور)

یعنی سحری کے اختتام اور نماز فجر کے دوران بہت کم وقفہ ہوتا تھا۔

حضرت انسؓ، حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز فجر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوا کرتا تھا تو زید بن ثابت نے جواب دیا کہ قریباً پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب قدر کم بین السحور و صلاۃ الفجر)

یعنی اندازاً دس سے پندرہ منٹ پچاس آیات کی تلاوت پر قریباً اتنا وقت خرچ ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں:

"کنت اتسحر فی اھلی ثم تکون سرعة بی ان ادرک صلوٰۃ الفجر مع رسول اللہ"

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر)

یعنی اپنے گھر میں سحری کرکے مجھے بسرعت جاکر نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہونا پڑتا تھا۔

سحری کی تاکید کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کے کھانے کے ذریعہ دن کے روزہ (کی مشقت) اور رات کی عبادت (میں جاگنے) کے مقابل پر قیلولہ کے ساتھ مدد چاہو"۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی السحور)

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو"

(الجامع الصغیر۔ الجزء الاول حدیث نمبر ۲۳۹۲)

اسی طرح فرمایا:

"سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو"

(الجامع الصغیر۔ الجزء الاول حدیث نمبر ۳۲۹۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"رمضان المبارک کے مہینہ میں آنحضورؐ کو میں نے سنا آپ (مسجد میں موجود) صحابہؓ کو سحری کے لئے بلا رہے تھے اور فرما رہے تھے اس صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ"

(سنن نسائی۔ کتاب الصیام۔ باب دعوۃ السحور)

حضورؐ کے ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ سحری کھا رہے تھے تو فرمایا یہ برکت ہے جو اللہ نے تم کو عطا کی ہے۔ اس لئے اسے ہرگز نہ چھوڑو۔

(سنن نسائی۔ کتاب الصیام۔ باب فضل السحور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے انس میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لادو"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہوچکی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا "انس! دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو"۔ حضرت انسؓ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ میں تو ستو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے۔ چنانچہ زیدؓ بن ثابت نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔

(نسائی۔ کتاب الصیام باب السحور بالسویق والتمر)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ سحری میں کسی قسم کے تکلفات نہیں فرماتے تھے جو میسر ہوتا تھا اس سے روزہ رکھ لیتے تھے بلکہ آنحضورؐ نے فرمایا کھجور مومن کے لئے کتنی اچھی سحری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھالے اور دوسری اذان حضرت ابن مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہوجاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہوجانے کا اعلان ہوتا تھا اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جب بلالؓ اذان دے تو کھاتے رہا کرو اور جب ابن مکتوم اذان دے تو سحری ختم کرلیا کرو۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب قول النبی لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال)۔

لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھاپی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔

(نسائی کتاب الصیام۔ باب کیف الفجر)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن رکھ نہ دے۔ یہاں تک کہ حسب ضرورت اس سے کھالے"

(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب فی الرجل یسمع النداء و الاناء علی یدہ)

کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں لیکن اگر انسان کی اس وقت آنکھ کھلے جب فجر طلوع ہوچکی ہو اور سحری کھانے کا وقت نہ رہا ہو تو بغیر سحری کھائے کے روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ لیکن بطور عادت کے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ہر ایک نیکی کا کام اسی وقت نیکی کا کام ہوسکتا ہے جب کہ وہ اللہ کے بیان کردہ احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہو۔ بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

افطاری کے آداب

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا اقبل اللیل وادبر النھار و غابت الشمس فقد افطر الصائم۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب متی یحل فطر الصائم)

جب دن چلا جائے اور رات آ جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرلو۔

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر"

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

"دین اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے"

(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب مایستحب من تعجیل الفطر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو (افطاری کا وقت ہو جائے تو وہ) سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں"۔

(ترمذی: ابواب الصوم۔ باب ما جاء فی تعجیل الافطار)

حضرت ابی اوفیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہولینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصوم۔ باب بیان وقت انقضاء الصوم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے کہ دو تابعی حضرت مسروق اور ابوعطیہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین حضورؐ کے صحابہ میں دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔ لیکن ان میں سے ایک تو افطاری بھی جلدی کرتے ہیں (یعنی افطاری کا وقت ہونے کے بعد تاخیر نہیں کرتے) اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں (یعنی اول وقت پر پڑھتے ہیں) اور دوسرے صحابیؓ افطاری اور نماز دونوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا ان میں افطاری اور نماز میں کون جلدی کرتا ہے۔ بتایا گیا عبداللہ بن مسعود۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(سنن الترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

روزہ کی افطاری کا وقت نہایت بابرکت گھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی فضل الصیام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطاری کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ عمل روزانہ شام کو ہوتا ہے"

(ابن ماجہ۔ کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی فضل شہر رمضان)

پس افطاری کے وقت کے نہایت بابرکت لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔

"اللھم انی لک صمت و علیٰ رزقک افطرت"

(ابوداؤد۔ کتاب الصیام۔ باب القول عندالافطار)

اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔

پھر افطاری کے بعد خدا کا شکر ادا کرتے اور یہ دعا کرتے۔

"ذھب الظما و ابتلت العروق و ثبت الاجر ان شآء اللہ"

(ابوداؤد۔ کتاب الصیام باب القول عندالافطار)

یعنی پیاس دور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افطاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ جو آپ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے اگر تازہ کھجور میسر نہ ہوتی تو خشک کھجور کھاکر ہی روزہ کھول لیتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کر لیتے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الصوم۔ باب ما یفطر علیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی ایسی سادہ افطاری کی تلقین فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسم ہے"۔

(ترمذی۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کے لئے کوئی اور چیز تو موجود نہیں آپ خود کس چیز سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدی۔ جب شام ہوئی تو آپکے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا بازو بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

(مؤطا امام مالکؒ باب الترغیب فی الصدقۃ)

روزہ افطار کروانے کا ثواب

حضرت زیدؓ بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من فطر صائماً کان لہ مثل اجرہ غیر انہ لا ینقص من اجرالصائم شیء"

(ترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب فضل من فطر صائماً)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام افطاری کروایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت سعدؓ بن معاذ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے لئے تشریف لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا اور فرمایا تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور فرشتوں نے دعائیں کیں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الصیام۔ باب فی ثواب من فطر صائماً)

●●●

بقیہ — اسلام اور سائنس

"جو چیز بعض لوگوں کو دوسروں پر ممتاز کرتی ہے۔ وہ ان کی خوب تر کی جستجو ہے۔ جس شہر یا قوم کے لوگ خوبیوں کی جستجو کو بیکار سمجھنے لگتے تھے تب وہ ظہور میں آتا ہے جس کا وعدہ خداوند کریم نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ "واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ....." جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں..."۔

سائنس کیوں ضروری ہے؟

مجھے آخر اتنا گڑگڑا کر یہ التجا کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ سائنس کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں جاننے کی صلاحیت پیدا کی ہے یا آج کی دنیا میں طاقت صرف علم ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے یا بغیر سائنس کے کوئی مادی ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ ایک بہت بڑی وجہ حقارت کے وہ تازیانے ہیں جو اہل مغرب کے علم والے لوگ ہم پر برساتے ہیں۔

میرا سر شرم سے اس وقت جھک جاتا ہے جب میں کسی ہسپتال میں جاتا ہوں اور یہ دیکھتا ہوں کہ وہاں جان بچانے کے لئے جتنی ادویہ استعمال ہو رہی ہیں چاہے وہ پنسلین ہو یا اور کوئی دوا ہو اس کے دریافت کرنے یا بنانے میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے علمائے دین بھی اسی طرح سوچتے ہونگے۔ اس لئے امام غزالی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف احیاء العلوم کے پہلے باب میں ایسی سائنسوں کی تخلیق اور ترقی پر زور دیا ہے جو اسلامی معاشرہ کے لئے ضروری ہیں مثلاً صحت عامہ کی سائنس کو انہوں نے فرض کفایہ قرار دیا ہے یعنی ایسا فرض جو ساری امت پر فرض ہے۔ اگر کچھ لوگ اسے ادا کریں تو ساری امت کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو اس کی ذمہ داری اور گناہ ساری امت پر لاگو ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں سائنس اس لئے ضروری ہے کہ اس سے کائنات کے بھید کھلتے ہیں اور فطرت کے نہ بدلنے والے قوانین کا علم ہوتا ہے اور اس کی مصلحتیں بھی سمجھ میں آتی ہیں۔ سائنس کے ذریعہ ہمیں مادی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور یہ ہمارے لئے بھی ضروری ہے۔ اور ایک اور اہم بات یہ ہے کہ یہ ساری دنیا کو ایک دھاگے میں پروتی ہے۔ یہ ایک ذریعہ بن سکتی ہے قوموں خصوصاً اسلامی ملکوں کے درمیان تعاون میں۔ بین الاقوامی سائنس کے ہم قرض دار ہیں اور ہماری عزت نفس کا تقاضا ہے کہ ہم اس ادھار کے چکانے کا سامان کریں۔

کچھ لوگوں کو تشویش ہے کہ موجودہ سائنس کا اسلام پر کیا اثر پڑے گا۔ ان سے عرض ہے کہ سائنس کی حدود کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم عصر حاضر کی سائنس میں پوری طرح شامل ہو جائیں۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو ہم ماضی کی فلسفیانہ بحثوں ہی میں الجھ کر رہ جائیں گے۔ آپ یقین مانئے کہ ہم میں اعلیٰ سائنس کی تخلیق کرنے والے موجود ہیں اور ہمارے بہت سے نوجوانوں میں اس کی صلاحیت ہے اور وہ بڑی بےتابی سے علمی جدوجہد میں حصہ لینے کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ان پر اعتماد کیجئے، ان کا ایمان کسی سے کم نہیں۔ آپ اعلیٰ معیار کی سائنسی تخلیق کے لئے انہیں سامان فراہم کیجئے۔ یہ اسلام کا ہم پر قرض ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سائنس اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ: پروفیسر نسیم انصاری، علی گڑھ)

(ماخوذ از "رموز فطرت" مصنفہ محمد ذکریا ورک)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل
کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

fozman
foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

دعائے غائبانہ

دوسروں کے لئے دعا کرانے کے دو دلچسپ اعلان اخبار میں نظر سے گزرے جن سے پتہ لگتا ہے کہ اس بارہ میں لوگوں میں کس طرح کے نظریات راہ پا چکے ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ایک اعلان تو سڈنی کی کسی یہودی تنظیم کی طرف سے تھا جو ایک رنگ میں "دعائیہ ایجنسی" کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ہم نے آپ کی طرف سے اسرائیل کی دیوار گریہ کے ساتھ چمٹ کر رو کر دعا کرنے والوں کا انتظام کیا ہے۔ معاوضہ بہت مناسب ہے۔ اگر آپ خواہش مند ہوں تو اپنے نام پتہ اور مطلوبہ مقصد جس کے لئے دعا درکار ہے، سے مطلع کریں۔

دوسرا اعلان سڈنی کے ایک کیتھولک سکول کے ہیڈ ماسٹر پیٹر آئرلینڈ کی طرف سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ایسے طلباء و طالبات کے لئے جو میٹرک (HSc) کا امتحان دے رہے ہیں دعا کرنے والے اصحاب کا انتظام کیا ہے اور اس سکیم کو انہوں نے Prayer Sponsership Scheme کا نام دیا ہے۔ ایک سپانسر اپنے حصہ کے ایک طالبعلم کے لئے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کرے گا جو طلباء دعاء سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام پتہ پر کس پرچہ کے لئے دعا درکار ہے اور پرچہ کے انعقاد کے وقت سے مطلع کریں تا عین جب پرچہ شروع ہو تو اس وقت ان کی طرف سے دعا کی جائے۔ اعلان میں دعا کرنے والے (سپانسر) کے معاوضہ کا کوئی ذکر نہیں۔ اس اعلان پر اخبار کے کالم نویس نے مذاق کے رنگ میں بہت کچھ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خود اپنے لئے کوئی دعا کرے تو چلو مان لیا کچھ فائدہ ہوگا لیکن کسی اور سے دعا کرائیں تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

معاوضہ پر دوسروں سے دعا کروانے کا یہود کی طرح مسلمانوں میں بھی رواج ہے۔ اس کی ایک مثال کسی وفات یافتہ شخص کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے اجرت پر قرآن پڑھانا ہے۔ ایک دفعہ میرے ایک غیر از جماعت دوست کے والد فوت ہوگئے۔ سوم کی رسم پر قرآن خوانی کا انتظام کرنے کے لئے وہ لاہور کے کسی یتیم خانہ میں گئے۔ وہاں کے منتظم نے کہا کہ قرآن پڑھنے کے ہمارے دو ریٹ ہیں ایک تین روپے فی سیپارہ اور دوسرا چھ روپے سیپارہ (کوئی بیس سال پرانی بات ہے اب تو ریٹ بڑھ گئے ہونگے) وہ کہتے ہیں میں نے منتظم صاحب سے پوچھا کہ دونوں ریٹوں میں کیا فرق ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ تین روپے والے ریٹ میں قرآن جلد جلد پڑھا جاتا ہے اور چھ روپے والے ریٹ میں احتیاط سے پڑھا جاتا ہے جس پر تقریباً دوگنا وقت لگتا ہے۔ پھر انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیں جس طرح اچھی طرح قرآن پڑھنے کا ثواب آپ کے والد کو پہنچے گا ویسے ہی جلد جلد پڑھنے میں جو غلطیاں رہ جائیں گی ان کا گناہ بھی آپ کے والد صاحب کے سر ہوگا۔ اب فیصلہ آپ کا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے والد صاحب کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرانی ہے لہذا چھ روپے والا ریٹ منظور ہے۔

دوسروں سے دعا کرانے کے سلسلہ میں دو قسم کے خیالات عوام میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو عادتاً دوسروں سے دعا کے لئے کہتے رہتے ہیں۔ نہ دعا کرانے والا سنجیدہ ہوتا ہے اور نہ کرنے والا اور نہ ان کے درمیان کوئی ایسا تعلق ہوتا ہے کہ دعا کرانے والے کا دکھ دعا کرنے والے کا دکھ بن جائے کہ گویا وہ اپنے ہی دکھ کے دور ہونے کے لئے دعا کر رہا ہے۔ ایسے لوگ جب ملیں گے تو کہیں گے بس جی آپ کی دعا سے میرا فلاں کام بن گیا ہے جبکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ نہ میں نے ان کو دعا کے لئے کہا اور نہ انہوں نے کی، صرف بطور تکلف اور احترام کے ایسا کہہ دیتے ہیں۔ اس گروہ کے مقابلہ میں دوسرے وہ ہیں جو مادہ پرست معاشرہ کے زیر اثر دعا کی اہمیت سے ہی لاعلم ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ دوسروں کو دعا کے لئے کہنا غیر ضروری تکلف سمجھتے ہیں۔ بیمار ہوں تو کسی کو بتائیں گے نہیں کہ کسی نے دعا تو کرنی نہیں خواہ مخواہ پریشان کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ دعائیہ اعلانات کو محض ذاتی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروہ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

قرآن کریم خود اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا کرنے اور کرانے کے تعلق میں فرماتا ہے:

"(اے رسول) تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے....." (۲۵:۷۸)۔

"(نیز بتاؤ تو) کون کسی بے کس کی دعا سنتا ہے جب وہ اس (خدا) سے دعا کرتا ہے۔ اور (اسکی) تکلیف دور کر دیتا ہے....." (۲۷:۶۳)۔

"اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا....." (۴۰:۶۱)۔

"اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے) بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تو وہ ہدایت پائیں" (۲:۱۸۷)۔

"اور جو لوگ ان کے زمانہ کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں مومنوں کا کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب تو بہت مہربان اور بے انتہا کرم کرنے والا ہے" (۵۹:۱۱)۔

"اے میرے رب مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا (اے) ہمارے رب (ہم پر فضل کر) اور میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب جس دن حساب ہونے لگے اس دن مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بخش دیجیو" (۱۴:۴۱، ۴۲)۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعا کرتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ خدا کرے تیرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو متاثر نہیں ہوتی۔ غرض جب تک اضطرار کی حالت پیدا نہ ہو اور دعا کرنے والے کا قلق دعا کرانے والے کا قلق نہ ہو جائے کچھ اثر نہیں کرتی۔ بعض اوقات یہی مصیبت آتی ہے کہ لوگ دعا کرانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے اور دعا کا کوئی بین فائدہ محسوس نہ کر کے خدائے تعالیٰ پر بدظن ہو جاتے ہیں اور اپنی حالت کو قابل رحم بنا لیتے ہیں۔ بالآخر میں کہتا ہوں کہ خود دعا کرو یا دعا کراؤ پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ استقامت چاہو اور توبہ کے ساتھ گر جاؤ۔ کیونکہ یہی استقامت ہے اس وقت دعائیں قبولیت، نماز میں لذت پیدا ہوگی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۴)

بقیہ قادیان دارالامان کے ۱۰۵ویں جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب

حضور نے فرمایا کہ آج دنیا میں بڑھتے ہوئے عدم اطمینان کی کیفیت دراصل اس عظیم مضمون سے لاعلمی کے نتیجہ میں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کتاب کی کوئی نظیر کہیں اور موجود نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب کا چیلنج آج بھی زندہ ہے۔ آج بھی آپ دنیا کے بڑے بڑے علماء کو بے خوف یہ چیلنج دے سکتے ہیں کہ اس کتاب کے مضامین جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی الہی کتاب سے نکال کر دکھائے ہیں تم اپنی کتاب سے نکال کر دکھا دو۔ آج بھی یہ چیلنج کھلا ہے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کر سکتا۔ یہ وقت کی قید سے آزاد دائمی چیلنج ہے۔

حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ احمدیت کی فتح عظیم میں یہ کتاب نمایاں کردار ادا کرے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کتاب کے نہایت گہرے اثرات سے متعلق اخبار جنرل گوہر و آصفی اور چودھویں صدی کے تبصروں کے علاوہ اس دور کے بعض دانشوروں کے تبصرے بھی سنائے اور بتایا کہ کس طرح یہ کتاب حیرت انگیز طور پر دلوں پر اثر کرنے والی ہے اور کئی لوگ اسے پڑھ کر اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔ ایک انگریز نے کہا کہ یہ کتاب یقیناً الہامی ہے اور اس کے بعد اسلام قبول کئے بغیر کوئی رستہ نہیں رہتا۔ ایک اور انگریز نے کہا کہ یہ ایک کتاب ہے جس کے پاس ایک ایسا پیغام ہے جو لازماً تمام دنیا کو ایک مذہبی پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ یقین کریں کہ یہ مضمون پرانا نہیں ہوا۔ ابھی بھی اس میں دلوں اور ذہنوں کو فتح کرنے کی وہی قوت ہے۔ آپ اللہ پر توکل کرتے ہوئے دنیا کو اس کتاب کے دینے کے لئے کوشاں ہو جائیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس دنیا میں عظیم انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے قادیان کے جلسہ کے شرکاء کو اپنی طرف سے اور سب دنیا کی جماعتوں کی طرف سے محبت بھرا اسلام پہنچایا اور ان وزراء مملکت کا شکریہ بھی ادا کیا اور دعا سے نوازا جو اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اسی طرح قادیان اور قادیان کے اردگرد بسنے والے غیر مسلموں کو بھی سلام کہا اور دعا کی کہ جیسا کہ آپ سب جماعت احمدیہ کو پہچاننے لگے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کو پہچان کر قریب آتے رہیں۔ جس نام اور جس ٹائیٹل کے ساتھ آپ اپنے رب کی طرف لوٹیں خدا کرے کہ آپ کو بھی مرنے سے قبل یہ آواز آئے کہ "اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف اس حالت میں لوٹ جا کہ تو مجھ سے راضی اور میں تجھ سے راضی ہوں"۔ خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا کروائی۔ یہ خطاب قریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔

سحری کی دعا

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں کل کے روزے کے لئے میں نیت کرتا ہوں۔

افطاری کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّي لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، اور میں تجھ پر ایمان لایا، اور میں نے تجھ پر توکل کیا، اور اب تیرے رزق کے ساتھ افطار کرتا ہوں۔

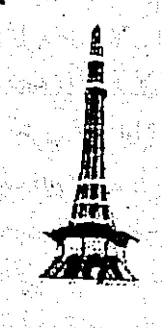

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ محمود احمد ملک)

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے ایک بار حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے دریافت کیا کہ آپکی مریدی میں کیا مجاہدہ کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ عیسائیوں کے مقابلہ میں کتاب لکھیں۔ اگرچہ اس زمانہ میں آپؓ کو نہ عیسائیت کے عقائد سے زیادہ واقفیت تھی اور نہ ہی اسلام پر عیسائیوں کے اعتراضات کی کچھ خبر، لیکن دل میں تڑپ سچی تھی۔

جب واپس وطن پہنچے تو آپؓ کو علم ہوا کہ مسجد کا امام بھی عیسائی ہوچکا ہے۔ آپؓ نے اس سے کہا کہ وہ آپکو اپنے گرو کے پاس لے چلے۔ چنانچہ اسکے ہمراہ آپؓ ایک انگریز پادری کے پاس پہنچے اور عیسائیت کے عقائد کے بارے میں پوچھا لیکن اس پر آپؓ کا ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ کچھ بھی نہ بول سکا اور وعدہ کیا کہ لکھ کر اعتراض بھیجے گا۔ آپؓ نے مسجد کے امام سے کہا کہ جب تک اعتراضات نہ پہنچیں اور مجھ سے جواب نہ ملے تب تک آپ بپتسمہ نہ لیں۔ کچھ عرصہ بعد پادری کی طرف سے اعتراضات کا طومار موصول ہوا تو آپؓ نے امام کو دکھا کر پوچھا کہ ان کا جواب دینے کے لئے کتنا عرصہ چاہئے۔ امام نے کہا ایک برس۔ لیکن آپکے پاس فرصت تھی نہ عیسائیت کے بارے میں علم اور نہ ہی اتنا پیسہ کہ سارے مشاغل ترک کرکے جواب لکھنے میں مصروف ہوجاتے۔

انہی دنوں راجہ پونچھ کا بیٹا زلزلوں کے سبب پاگل ہوگیا اور راجہ نے مہاراجہ کشمیر کے توسط سے آپؓ کو علاج کے لئے بلوالیا۔ آپؓ کو مریض کے ساتھ شہر سے باہر ایک تنہا مکان دیا۔ جہاں سارا سارا دن آپؓ نے اعتراضات کو سامنے رکھ کر بائبل اور قرآن کا مطالعہ کیا اور چار جلد کی ایک کتاب "فصل الخطاب" لکھی۔ ایک سال بعد کتاب تیار ہوئی تو مریض بھی اچھا ہوگیا۔ راجہ نے کئی ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا جس سے کتاب کی طباعت ممکن ہوئی۔ جب یہ کتاب اس امام اور انکے مثل دوسرے احباب کو بھیجی گئی تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اب ہم سچے دل سے مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ان منتخب تحریرات میں شامل ہے جو محترم محمود مجیب اصغر صاحب نے ماہنامہ "خالد" اکتوبر ۹۶ء میں پیش کی ہیں۔

★★اسی مضمون کی اگلی قسط مطبوعہ "خالد" نومبر ۹۶ء میں بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے دریافت کیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنے مریدوں کو کون سے وظائف اور اذکار بتایا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا "حضرت اقدسؑ عام طور پر درود شریف، استغفار، لاحول، سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کی تلاوت کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔"

حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ ایک دن میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی ڈائری دیکھوں۔ چنانچہ حضورؑ سے درخواست کی تو حضورؑ نے بلاتامل بھجوادی۔ ڈائری کے پہلے صفحہ پر اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم غیرالمغضوب علیہم ولاالضالین۔ کی دعا لکھ کر اسکے نیچے حضورؑ نے نوٹ دیا ہوا تھا "اے میرے خدا تو مجھ سے راضی ہو جا اور راضی ہونے کے بعد پھر کبھی بھی مجھ سے ناراض نہ ہونا"۔

— ★ ★ ★ —

محترم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق بعض یادیں روزنامہ "الفضل" ۱۶ اکتوبر میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک اہم مقدمہ کی پیروی کر رہا تھا۔ ایک روز معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ہم چند دوست حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجویز کیا کہ محترم چودھری ظفراللہ خان صاحب کو تار دے کر بلا لیا جائے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا نہیں اس کی کیا ضرورت ہے ..... پھر حضورؓ نے اپنی ایک قمیض مجھے دے کر کہا کہ پیروی کرتے وقت اسے اندر سے پہن لیا کریں۔ یہ اعتماد کی عجیب مثال ہے کیونکہ اس وقت میری پریکٹس صرف دو تین سال کی تھی۔

محترم مرزا صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حضورؓ رات کو دو دو بجے تک کام کرتے۔ جن دنوں جماعت کیلئے خاص مشکلات ہوتیں ان دنوں تو کوئی حد ہی نہ رہتی اور محنت اور جفاکشی میں سب کو مات کر دیتے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارے میں بعض یادیں روزنامہ "الفضل" ۱۷ اکتوبر کی زینت ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں اور مبارک احمد پلنگ پر بیٹھے کھیل کھیل میں ایک دوسرے کو ٹانگیں مار رہے تھے، لڑائی نہیں تھی کیونکہ ہم دونوں کا آپس میں پیار بہت تھا۔ فرمایا کشتی کرو بےشک، ... مگر خیال رکھو کسی نازک جگہ کسی کو چوٹ نہ آئے۔ اس بات سے بھی آپؑ نے روکا ہوا تھا کہ کبھی ڈھیلا پتھر کسی کی جانب نہ پھینکو، کسی کے بےجگہ لگ جائے۔

ایک دفعہ صوفی غلام محمد صاحب کسی امتحان میں فیل ہوئے۔ خبر آئی تو آپؑ نے افسوس کا اظہار کیا، میں پاس بیٹھی تھی، سن کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپؑ نے فراست سے میرا ارادہ بھانپ لیا اور فرمایا "تم عائشہ (صوفی صاحب کی منکوحہ) کو بتانے جا رہی تھیں۔ یہ بری خبر ہے تم کیوں بری خبر بتاؤ، کوئی اور بتادے گا"۔ وہ دن اور آج کا دن میں نے ہمیشہ بری خبر کسی کو پہنچانے سے اجتناب کیا ہے۔

اکثر میری آنکھ رات کو کھلتی اور دیکھتی کہ آنکھیں بظاہر بند ہیں مگر لبوں پر درود اور ذکر الٰہی جاری ہے۔ ایک دوپہر آپؑ آرام فرما رہے تھے۔ میں جاکر آپؑ کے پاس بیٹھ گئی۔ یکایک آپؑ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی جو بیان میں نہیں آ سکتی۔ پنڈلیاں تھر تھر کانپنے لگیں، چہرہ پر ایک بہت خاص چمک اور سرخی، پیشانی پر پسینے کے قطرے، ہونٹ حرکت کرنے لگے جیسے کوئی غیرمرئی طاقت ان کو جنبش میں لا رہی ہے۔ نہ کوئی تکلیف کی، نہ کرب کی علامت تھی معلوم ہو رہا تھا کہ کسی طاقت کا اس وقت آپؑ پر تصرف ہے۔ ... اس کیفیت کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں اور کاغذ پر لکھا اور مجھے کہا جاؤ اپنے نانا جان کو بلا لاؤ اور اپنی اماں کو۔ میں بلا لائی۔ آپؑ نے خاموشی سے وہ کاغذ نانا جان کی جانب بڑھا دیا۔ انہوں نے بلند آواز سے پڑھا "زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی"۔ یہ خدائی خبر میں نے پوری کیفیت کے ساتھ دیکھی۔ جب نانا جان پڑھ چکے اور دہرایا گیا پھر آپؑ نے خود دہرایا ورنہ چند منٹ اس کے بعد آپؑ خاموش ہی رہے تھے۔

— ★ ★ ★ —

ماہنامہ "مصباح" اکتوبر ۹۶ء کے مطابق محترمہ امۃ المتین صاحبہ نے FSc سرگودھا بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

— ★ ★ ★ —

اسی شمارہ میں محترم عبدالوحید خانصاحب مرحوم مربی سلسلہ کا ذکر خیر انکی ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بشریٰ صاحبہ نے کیا ہے۔ آپ ۲۷ دسمبر ۹۲ء کو صرف ۲۶ برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ مرحوم بہت مخلص، فدائی اور متوکل انسان تھے۔ گجرات کے ایک گاؤں میں جب مربی تھے تو مربی ہاؤس میں مرمت کی خاطر صرف مستری کو بلوایا اور خود مزدور کی جگہ کام کیا۔ اگر کسی نے کہا کہ مزدور بلوالیا ہوتا تو جواب دیا کہ جب یہ کام میں خود کر سکتا ہوں تو مزدور کی کیا ضرورت ہے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت چودھری عبدالسلام خانصاحبؓ پشاور میں پیدا ہوئے۔ پرائمری کے بعد مزید تعلیم کیلئے لاہور آگئے جہاں احمدیت کے بارے میں کچھ لٹریچر پڑھنے کا موقعہ ملا۔ میٹرک میں زیر تعلیم تھے جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ لاہور تشریف لائے اور آپؓ کو بھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ کچھ عرصہ بعد غالباً ۱۹۰۳ء میں قادیان جاکر بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر قادیان میں عربی، حدیث وغیرہ کا علم حاصل کرکے اپنے والد کے پاس کاٹھگڑھ چلے گئے۔ آپکی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں خاندان کے تمام افراد نے قبول احمدیت کا شرف حاصل کیا اور کچھ ہی عرصہ میں کاٹھگڑھ میں ایک بڑی جماعت قائم ہوگئی۔ آپؓ نے قادیان میں ملازمت بھی کی اور کچھ عرصہ حضرت خلیفہ اولؓ سے حکمت بھی سیکھی۔ آپکے گاؤں میں ناخواندگی بہت تھی۔ آریوں کا ایک سکول تھا جو مسلمانوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے کوشش کرکے اپنی زمین پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے سکول قائم کئے اور مسلمانوں کو پڑھائی کی طرف راغب کرنا شروع کیا۔ اس سکول کے افتتاح کیلئے آپکی درخواست پر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو بھجوایا تھا۔ حضرت چودھری عبدالسلام صاحبؓ غریب طلبہ کو بلافیس پڑھاتے بلکہ انہیں کتب بھی مہیا فرماتے۔ لڑکیوں کی فیس معاف تھی لیکن پھر بھی مائیں بچیوں کو پڑھانے پر رضامند نہیں تھیں۔ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپؓ نے گھر گھر جاکر بہت محنت کی۔ کچھ عرصہ بعد انجمن سے امداد بھی ملنی شروع ہوگئی۔ کئی محنت کشوں کو بغیر کسی معاوضہ کے راتوں میں پڑھایا جو بعد میں فوج وغیرہ میں ملازم ہوگئے۔

حضرت چودھری عبدالسلام صاحبؓ کے ایک مکان کے افتتاح کیلئے آپکی خواہش پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کو کاٹھگڑھ تشریف لے جانے کا ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت چودھری صاحب کاٹھگڑھ جماعت کے امیر تھے۔ دعوت الی اللہ کے شیدائی تھے۔ آس پاس کے علاقوں میں کئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق پائی۔ ایک دواخانہ بھی کھولا ہوا تھا جہاں سے مفت دوا ملا کرتی۔ سکول میں بلامعاوضہ پڑھایا بھی کرتے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپکا ذکر خیر آپکی بیٹی محترمہ فضیلت جہاں بیگم صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۰ اکتوبر ۹۶ء میں ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔ ★ ★ ★

بقیہ

اداریہ

ایسا اپنے آپ کو دیکھتا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عجز کو یقین کر کے خداتعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ .... اگر گناہ صادر ہو جائے تو توبہ کرو کہ وہ اس کے واسطے تریاق ہے اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خداتعالیٰ کے حضور میں جھکو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے کو ملزم دیکھتا ہے وہ خداتعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تب اس پر رحم کیا جاتا ہے اور وہ ترقی پکڑتا ہے۔ لکھا ہے "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ" گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہو گا گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو بلکہ پختہ ارادہ ہو کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صـ ۴۳، ۴۴)

حضور علیہ السلام نے عہد بیعت میں بھی یہ دعا شامل فرمائی ہے کہ "رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفرالذنوب الاانت"۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

رمضان کا مہینہ مغفرت کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ ہم ہزار قسم کی ظلمتوں میں مبتلا ہیں۔ کئی گناہ ایسے ہیں جو خود کو دکھائی دیتے ہیں اور اکثر خود ہماری نظروں سے بھی پوشیدہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سے واقف ہے۔ آیئے اس رمضان میں اپنے گناہوں کی بخشش اور نفس امارہ سے نجات کے لئے خصوصیت سے دردمندانہ دعائیں مانگیں۔

میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفار، یہی کہتا ہے قرآں تیرا

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

Muslim TV AHMADIYYA

10/1/97 - 19/1/97

30 SHA'ABAN
Friday 10th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz-Nusrat Jehan Vs Al Ahmed Academy (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 17 (20.4.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 9.1.97(R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira : Yaum-e-Masih-i-Maud -Part 2 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.55	*Credits and Details For Next Shift*
12.00	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 10.1.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 10.1.97
15.15	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Darul Rehmat vs Darul Sadr
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00	German Programme:1) Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland (Lichighaus)
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends (R)
23.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 10.1.97 (R)
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

1 RAMADHAN
Saturday 11th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Darul Rehmat vs Darul Sadr (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Variety- Speech By Maulana Mohammad Azam Akseer
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 11.1.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class -
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat, News
13.30	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Swedish Guests (2.12.96)
15.30	Meet Our Friends - Interview with Mohammed Ahmad Jalil - Part 1
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat by Imam Ataul Mujeeb Rashed
19.00	German Programme 1)Der Diskussionskries (Leben in zwei Kulturn) 2) Nazm 3) Kindersendung mit Amir Sahib
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
23.00	MTA Variety- 'Speech: 'Seerat Hadhrat Masih Maood by Akbar Ahmad Tahir
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

2 RAMADHAN
Sunday 12th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Variety - Let's Learn Salat by Imam Attaul Mujeeb Rashed Sahib(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Meet Our Friends - Interview with Mohammed Ahmed Jalil - Part 1
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Hikayat-e-Shereen
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Variety - Let's Learn Salat by Imam Attaul Mujeeb Rashed(R)
07.00	Siraiki Programme : Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (10.3.95)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat, News
13.30	Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Nasir Mosque, Goteborg, Sweden (2.12.96)
15.30	Around The Globe - Handicrafts Exhibition'95 - Lajna Pakistan
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme - Hyrje Ne Islam - Introduction of Islam (Part 8)
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Speech Competition - Nasirat -ul-Ahmadiyya
19.00	German Programme 1)Hadith 2) Rush Rush V 3)Zeit Zum Diskutieren (Ramadan I) 4)Nazm
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (R)
22.30	Speech: on "Dua" (Prayers) by Sultan Mohammed Anwar
23.00	MTA Variety: Lajna Magazine
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

3 RAMADHAN
Monday 13th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Speech Competition - Nasirat -ul-Ahmadiyya (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around the Globe : Handicrafts Exhibition '95 - Lajna Pakistan (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Speech Competition - Nasirat -ul-Ahmadiyya (R)
07.15	Speech: "Importance of Ramadhan" Sayings of Hadhrat Khalifatul Masih II by Maulana Atal ul Karim Shahid
07.45	MTA Variety: Second Educational Rally - Atfal-ul-Ahmadiyya 24/25 Aug'95
08.45	Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat, News
13.30	MTA Sports - "Barri"
14.00	Homoeopathy Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Indonesian Programme - F/S by Hadhrat Khalifatul Masih IV - 27.1.95
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme : 1) Nazm 2) Eine Sitzung in Hamburg I 3) Mach Mit (4 Arten Sandwiches , Kortoffel, Tunfisch Frikadellen)
20.00	Urdu Class
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (R)
22.30	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
23.00	Speech on "Bait-ul-Zikr, Bait-ul-Fikr, Bait-ul-Dua" by Mahmood Ahmed Nasir
23.55	*Credits and Details for Next Shift*

4 RAMADHAN
Tuesday 14th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - "Barri" (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat, News
13.30	Medical Matters : "Tuberculosis" Host: Dr Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Latif Qureshi
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London , U.K. (6.10.89)
14.00	Homoeopathy Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00	German Programme : 1) Kinder Lernen Namaz 2) Eure Briefe 3) Nazm
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (R)
22.30	Around The Globe - Hamari Kaenat
23.00	Physical Fitness
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

5 RAMADHAN
Wednesday 15th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : "Tuberculosis" Host : Dr Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Latif Qureshi (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Hikayat-e-Shereen (R).
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran(R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.30	Physical Fitness
08.45	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Prog: Bengali Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	African Programme -
14.00	Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV -
15.00	Durr-i-Sameen - Part 25
15.30	Canadian Desk : Speech By Maulana Mohammad Mubarak A. Nazir at Jalsa Salana Canada 1995
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme : 1) Islamische Presseschau 2) I.Q
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	Al Maidah- Indonesian Dish -Mee I Aim (R)
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

6 RAMADHAN
Thursday 16th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Durr-i-Sameen - Part 25 (R)
02.30	Canadian Desk : Speech By Maulana Mohammad Mubarak A. Nazir at Jalsa Salana Canada 1995
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London , U.K. (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.4.95)
08.00	Al Maidah "Indonesian Dish - Mee I Aim " (R)
08.45	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat , News
13.30	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Homoeopathy Lesson by Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Quiz- Unique Scholars Academy Vs F.C. Junior Model
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 18 (21.4.94) (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme -
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
19.00	German Programme : 1)MTA - Varieté 2)Sports (Basketball)
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	Bazm-e-Moshaira held at Bait-ul-Fazl Mosque , Islamabad
23.55	*Credits and details for Next Shift*

7 RAMADHAN
Friday 17th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz - Unique Scholars Academy Vs F.C. Junior Model (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 18 (21.4.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Speech: "Importance of Ramadhan" Sayings of Hadhrat Khalifatul Masih II by Maulana Ata ul Karim Shahid
08.00	Bazm-e-Moshaira held at Bait ul Fazl Mosque , Islamabad (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.55	*Credits and Details For Next Shift*
12.00	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 17.1.97
14.15	Homoeopathy Lesson with Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.15	Bait Bazi - Dar-ul- Uloom Vs Dar-ul-Noor
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Prog:- 1) Ihre Fragen - Question & Answer with H. Hübsch 2) Willkommen in Deutschland (Historisches Museum Kindermuseum)
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sh
23.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 17.1.97 (R)
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

8 RAMADHAN
Saturday 18th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Bait Bazi- Dar-ul-Uloom Vs Dar-ul-Noor (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London, U.K. (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 17.1.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.30	Q/Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Goteborg , Sweden (3.12.96)
15.30	Meet Our Friends - Interview with Mohammed Ahmed Jalil - Part 2
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib
19.00	German Programme: 1) Hadith 2) Der Diskussionkries 3) Kinder Sendung mit Ameer Sahib
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.15	Speech by Maulana Mohammed Adam Akseer Sahib
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

9 RAMADHAN
Sunday 19th January 1997

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Meet Our Friends - Interview with Mohammed Ahmed Jalil - Part 2(R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Hikayat-e-Shereen
04.15	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
05.55	*Credits and Details For Next Shift*
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib (R)
07.00	Siraiki Programme : Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (17.3.95)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
11.30	LIVE Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London UK
13.00	*Credits and Details For Next Shift*
13.05	Tilawat , News
13.30	Q/Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Goteborg , Sweden (3.12.96)
15.30	Around The Globe
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme-"Hyrje Ne Islam"- Introduction to Islam (Part 9)
17.55	*Credits and Details For Next Shift*
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Nazm Competition - Nasirat -ul-Ahmadiyya
19.00	German Programme: 1) Nasrat Grips 2) Zeit Zum Diskutieren
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Dars-ul-Quran by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque - London UK (R)
22.30	MTA Variety: Speech : "The Philosophy of the Teachings of Islam"
23.55	*Credits and Details For Next Shift*

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 181 871 8311

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181. 870 1095
Vol. 4 Friday, January 10, 1997 No. 2

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

پنجاب میں مذہبی دہشت گردی

شیعہ حضرات کے مشہور رسالہ "العارف" لاہور ستمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۳۔۱۲ میں شائع ہونے والے جناب ثقلین بلوچ کے مضمون کا ایک نہایت اہم حصہ ملاحظہ فرمائیں:

"گزشتہ ماہ اگست میں کم و بیش ڈیڑھ درجن شیعہ مسلمان دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں۔ ۵ اگست کو سرگودھا ڈویژن کے کمشنر سید تجمل عباس کو اس وقت شہید کر دیا گیا جب وہ شام کو آفیسر کلب میں ٹینس کھیل رہے تھے۔ دوسری صبح ۶ اگست کو علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں معروف مصنف مولانا عبدالکریم مشتاق کو دفتر جاتے ہوئے شہید کردیا گیا جبکہ ۱۸ اگست کو میلسی کے موضع کوٹ عبدالملک میں مجلس عزا پر فائرنگ کے نتیجے میں تقریباً ۱۶ افراد شہید ہوئے...... ۱۸ اگست کو میلسی میں مجلس عزا پر فائرنگ سے ۱۶ افراد کی شہادت میں اسی گروہ کی کارروائی ہے اور انہوں نے پہلی بار اس ماہ کے تمام قتل کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

یہ پاکستان کی تاریخ کا پہلا موقع ہے کہ دہشت گرد کارروائی کے بعد ذمہ داری قبول کرنے لگے ہیں جبکہ اس سے قبل غیر ممالک میں ایسا ہوتا تھا اور یہ قدم ایسے عناصر اٹھاتے تھے جن کے پیچھے بڑی طاقتیں کارفرما ہوا کرتی تھیں۔

دہشت گردوں کی پے در پے کارروائیوں اور ذمہ داریوں کے قبول کرنے کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں صوبہ میں سیاسی پشت پناہی حاصل ہے......

میلسی کے سانحہ کے بعد دہشت گرد گروہ کی خبر "وائس آف امریکہ" نے بڑے اعزاز کے ساتھ اخبارات کو دی ہے اور انہوں نے اس گروہ کو خاصا اچھالا ہے جس سے یہ بو آتی ہے کہ ان کا اصل پشت پناہ امریکہ ہے جس کے باعث ان کے ہاں اسرائیلی بندوقیں ہونے کا شائبہ ملا ہے۔ یہ امریکہ کی پشت پناہی کا اثر ہے کہ ہماری صوبائی اور وفاقی حکومت کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں......

آج جو فرقہ واریت ملکی حکمرانوں اور معصوم عوام کے لئے عذاب جان بن چکی ہے اس سطح پر اس کا تدارک بہت مشکل ہے۔ اگر فرقہ واریت کی بنیاد رکھنے والے کسی مولوی کی زبان عوام پہلے دن ہی بند کرا دیتے، اس کی حوصلہ شکنی کرتے، حکمران اور انتظامیہ اسے پہلے روز ہی شکنجہ میں لے لیتے، عوام اس کے جذباتی نعروں میں نہ آتے تو آج یہ صورت حال خون نہ رلاتی......

میں ایک مسلمان نوجوان اور محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر ہمارے مذہبی رہنما بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی بھی غیر ملکی امداد چاہے وہ کسی مد میں ہی کیوں نہ تھی کا خیر مقدم نہ کرتے، تنظیمیں اور مدارس کو ان رقوم سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں مضبوط نہ کرتے تو آج فرقہ واریت بھی اس سطح پر نہ ہوتی اور مذہبی دہشت گردوں کی پناہیں مذہبی تنظیموں کے مرکزی دفاتر، مرکزی قیادتیں اور مساجد، مدارس نہ بنتے۔

ماضی بعید میں جو علماء کرام خدا، دین اور محمد کی شریعت کا درس دیتے تھے آج وہ فرقہ واریت کو ہوا دینے، کفر کے فتوے صادر کرنے اور گلی کوچوں میں مارو مارو کی صدائیں دینے میں مصروف ہیں۔"

"مساجد میں خونریزی"

دیوبندی مکتبہ فکر کا ترجمان ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور (۴ اکتوبر تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء) نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک درد انگیز مضمون سپرد اشاعت کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ:

"۲۳ ستمبر۔ اولیائے کرام کا مسکن ملتان شہر میں سورج خونی غسل کر کے طلوع ہوا جس کی کرنوں نے ہر پاکستانی کے دل کو زخمی کر کے آنکھوں کو خونی آنسوؤں سے تر کر دیا جامع مسجد "الخیر" کے در و دیوار نمازیوں کے خون اور بھیجوں سے نہاگئے۔ مسجد الخیر سے امت مسلمہ کے لئے دعائیں کرنے والے اسلام دشمن قوتوں کی دہشت گردی کا نشانہ بن گئے، مسجد کا صحن ان معصوم بچوں کے لئے کربلا کا میدان بنا جو قرآن حفظ کرنے کے لئے والدین سے دور اللہ کریم کے گھر کے مہمان تھے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں طلب کی جاتی ہیں۔ آج گولیوں کی تڑتڑاہٹ نے ماؤں کی گودوں کو ویران کر دیا، باپ کے دلوں کو دائمی دکھ دے کر قراء اور حفاظ اپنی منازل حاصل کرنے سے پہلے مالک حقیقی کے حضور ہمیشہ کے لئے چلے گئے۔ بہنیں دیوانہ وار سروں میں خاک ڈالے ہوئے بھائیوں پر واری ہو رہی ہیں......

......

عبادت گاہیں میدان حرب بن چکی ہیں، ماؤں کے جگر بیٹوں کی جدائی میں پھٹے جا رہے ہیں، سہاگ اجڑ رہے ہیں، بہنیں بے آسرا اور بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ ہر شہری کو بے چینی اور انتشار گھیرے ہوئے ہے اور کہا جا رہا ہے کہ پنجاب میں سکون ہے۔ ان صاحب اختیار لوگوں کے لئے عرض ہے کہ ملتان کوئی افریقہ کی ریاست نہیں ہے پنجاب کا مرکزی اور اولیائے کرام کی سرزمین ہے۔

پھر حسب معمول وہی بیان دیا جاتا ہے کہ دہشت گردوں کو سزا دی جائے گی اور آہنی ہاتھوں کے ساتھ نبٹا جائے گا۔ ہمیں تو لگتا ہے کہ ان آہنی ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی ہے۔ یہ عملی طور پر حرکت میں کیوں نہیں آتے؟

اگر کوئی دیانت دار پولیس افسر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا جرات اور بہادری کے ساتھ تعاقب کرتا ہے تو اس کی فرض شناسی کی سزا دیتے ہوئے معطل کر کے شہر بدر کر دیا جاتا ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد عدالت عالیہ سے اس کی دیانتداری کا ثبوت مل جاتا ہے۔ آخر کب تک ہماری گنگا الٹی بہتی رہے گی......

کوئی گھر میں محفوظ نہیں۔

سفر میں لٹ جانے کا خوف۔

مساجد سلامتی اور امن کی جگہ ہیں مگر مسجدوں میں جان کا خطرہ۔

جرائم اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اخبارات وسعت کے باوجود چھوٹے ہو گئے ہیں۔ ہر چہرہ اداس اور افسردہ نظر آتا ہے۔

مسجد الخیر میں شہید ہونے والوں کے لواحقین نے اخبارات کے مطابق موجودہ حکومت کے لئے بددعائیں کیں اور منحوس کہتے ہوئے شدید مذمت کی اور انسانی لہو بہانے والوں کی فوری گرفتاری اور سزا کا مطالبہ کیا۔

عوام سوال کرتی ہے کہ دن رات جمہوری اقدار کا راگ الاپنے والے بتائیں کہ جمہوریت صرف چوروں، ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کے لئے بالکل آزادی کا نام ہے؟

ترقی اور بنیادی حقوق کی فراہمی کا وعدہ کرنے والی حکومت کے دور میں لوگ مساجد کا رخ کرتے ہوئے خوفزدہ ہیں۔"

قادیان دارالامان میں

۱۰۵ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

۲۱ ممالک کے پانچ ہزار سے زائد نمائندگان کی شرکت

دو وزراء مملکت کی آمد۔ کثیر تعداد میں نومبایعین کی شمولیت اور تربیتی جلسہ

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے علاوہ ۱۴ اخباری نمائندوں نے جلسہ کی رپورٹنگ کی

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا افتتاحی خطاب

قادیان (۲۶ دسمبر)۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ کہ سرزمین قادیان میں جماعت احمدیہ عالمگیر کا ۱۰۵واں جلسہ سالانہ دعاؤں اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں شروع ہو گیا۔ ایک روز قبل ہلکی بوندا باندی ہوئی لیکن جلسہ کے روز موسم نہایت خوشگوار ہو گیا اور دھوپ کھل گئی۔ ہندوستان کے طول و عرض کے علاوہ دنیا بھر کے ۲۱ ممالک کے پانچ ہزار سے زائد پروانے شامل ہوئے۔ جبکہ دو وزراء مملکت جناب رگوناتھ سہائے اور سردار ترپت راجندر سنگھ جی نے بھی شرکت کی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان کے علاوہ ۱۴ قومی اخبارات کے نمائندگان نے بھی کارروائی ریکارڈ کی۔

ٹھیک دس بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرا کر جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر پہلے اجلاس کے مہمان خصوصی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی تھے۔ تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب، صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے سنایا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور دعا کرائی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم حافظ صالح الہ دین صاحب نے بعنوان "انسانی پیدائش کا مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع" اسلامی اصول کی فلاسفی کی روشنی میں فرمائی۔ دوسری تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ناظر اعلیٰ قادیان نے "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آزادی ضمیر اور مذہبی رواداری کے آئینہ میں" فرمائی۔ جبکہ پہلے اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرالہ نے "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر کی۔ نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں جمع کر کے پڑھی گئی۔ اور بعد نماز پہلے روز کے دوسرے اجلاس کی کارروائی محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب، ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی صدارت میں شروع ہوئی۔ مکرم مولوی نور الاسلام صاحب نے تلاوت کلام پاک کی اور ترجمہ سنایا۔ مکرم رفیق احمد ناصر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے تاثرات بیان کئے اور جرمنی میں تبلیغ احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ کی تقریر کا اردو ترجمہ مکرم عطاء اللہ کلیم صاحب، مبلغ جرمنی نے کیا۔

ہندوستان کے وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے تین بجے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب محمود ہال لندن سے ایم ٹی اے پر نشر ہوا۔ جلسہ کے مبارک ایام میں ۲۵، ۲۶ دسمبر کو مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب اور مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے با جماعت نماز تہجد پڑھائیں۔ جبکہ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے ۲۵ دسمبر کو اور مکرم گیانی تنویر احمد خادم صاحب نے ۲۶ دسمبر کو بعد نماز فجر درس دیا۔

(رپورٹ۔ سلطان احمد ظفر، مبلغ حیدر آباد، انڈیا)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

سیٹنگ و ڈیزائننگ: محمود احمد ملک